ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو کینیڈا جس کا افتتاح مؤرخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا۔ افتتاحی تقریب میں دنیا بھر سے دس ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔

القرآن الحکیم

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ ﴿۷۲﴾
لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ؑ ﴿۷۳﴾

ہم نے کامل امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ لیکن اس کے اٹھانے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ وہ یقیناً بہت ظلم کرنے والا (اور) عواقب سے بے پرواہ تھا۔

(ہمارے اس شریعت کے بوجھ لادنے کا) نتیجہ یہ ہوا کہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ نے عذاب دیا۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر فضل کیا اور اللہ ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ——————— (سورۃ الاحزاب)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمُرَةَ وَاَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ اِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَ مِنَ الْاِسْلَامِ فِيْ شَيْءٍ اِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

——————— (رواہ احمد بسند جیّد)

سیّدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حُسنِ خلق کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں جس میں سمرہؓ اور ابو امامہؓ بھی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس مجلس میں حضورؐ نے فرمایا بد خلقی، بد کلامی، بے حیائی کا زبان پر لانا یا بے حیائی کے کام کرنا۔ گالی گلوچ اور بے حیائی کے ارتکاب میں حد سے بڑھ جانے کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ/ ظہور، تبوک، اخاء ۱۳۷۱ھش/ اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۲ء

جلد نمبر ۱۷ شمارہ نمبر ۷

مجلس ادارت

صدر مجلس

عبد اللہ واگس ھاؤزر

امیر جماعت احمدیہ جرمنی

ایڈیٹر

عرفان احمد خان

نائبین

خلیق سلطان انور

ڈاکٹر وسیم احمد طاہر

خطاطی

نصر اللہ ناصر

پبلشر

فلاح الدین خاں

مینیجر

محمد ارشد

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ ــــ ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا ــــ ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان ــــ ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان ــــ ۴۰۰ روپے

قیمت : ایک مارک

فہرست مضامین

اداریہ ۲

ملفوظات ۳

خلفائے سلسلہ کے ارشادات ۴

منظوم کلام ۵

خطبہ جمعہ ۷

والدین کی ذمہ داریاں ۱۵

حضور کا تعزیتی خط ۱۸

قرار دادِ تعزیّت ۲۰

خادمِ سلسلہ کی رحلت ۲۱

محبت بھرے جذبات ۲۵

رپورٹ اجتماع انصار اللہ ۲۶

مقالہ خصوصی ۲۷

جرمن لٹریچر کا تعارف ۳۱

بچوں کا صفحہ ۳۳

اعلانات ۳۵

نظم ۳۵

دعائے مغفرت ۳۶

اداریہ

خون کے آنسو رلانے والا عظیم قومی سانحہ

پچھلے دِنوں پاکستان میں طوفانی بارشوں اور بپھرے ہوئے سیلابوں کے نتیجہ میں جو زبردست تباہی آئی ہے وہ ایک بہت ہی اندوہناک اور دِل دوز قومی سانحہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عظیم قومی سانحہ پر ہر درد مند دل بجا طور پر غم میں ڈوبا ہوا ہے۔ ہمارے دِل اپنے ہم وطنوں کو ناقابلِ بیان دُکھوں مصائب اور نقصانوں سے دوچار پاکر خون کے آنسو رو رہے ہیں اور پورے درد والحاح سے اس دعا میں مصروف ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کے مصائب دُور ہونے اور نقصانات کے پُورا ہونے کے غیر معمولی سامان فرمائے نیز حقیقی راحت اور خوشحالی ان کے اور ہم سب کے لیے مقدّر کرے۔

حالیہ بارشیں اور سیلاب جن دردانگیز حالات کو جنم دینے کا موجب ہوئے ہیں اُن کا نقشہ روزنامہ "جنگ" کے کالم نویس جناب مجیب الرحمٰن شامی نے ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ :

"پورا ملک سیلاب کی لپیٹ میں ہے۔ پانی ہے کہ بستیوں کو ویران کرتا جارہا ہے۔ آزاد کشمیر اور پنجاب میں قیامت کا سماں ہے۔ ہزاروں دیہات ڈوب چکے ہیں۔ لاکھوں ایکڑ پر کھڑی فصل تباہ ہو چکی ہے۔ ہزاروں مکانات کھنڈر بن گئے ہیں۔ جانی نقصان بھی ہزاروں میں ہے۔ ملکی معیشت کو اربوں روپے کا نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے توجہ دلائی ہے کہ "یہ سب تباہی پانی کی پیدا کردہ ہے۔ اس کا سبب پانی بنا ہے۔ وہی پانی جو کسی ذی رُوح کو میسّر نہ آئے تو سسک سسک کر اور تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔ جو اللہ کی چند بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، روشنی اور ہوا جیسی نعمت۔" (بحوالہ روزنامہ "جنگ" لندن ۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء صد ۳)

شامی صاحب نے اپنا مذکورہ کالم "پانی کی آواز" کے زیرِ عنوان سپردِ قلم کیا ہے۔ اِس میں اُنہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ وہی پانی جو ہر ذی رُوح کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے بہت وسیع پیمانہ پر موت اور بربادی پھیلانے کا موجب اس وقت بنتا ہے جب لوگ خدا کی نافرمانی میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ ازراہِ ہمدردی خبردار کرنے اور اِصلاحِ احوال کی غرض سے نصیحت کرنے والوں کے درپۂ آزار ہو کر انہیں اذیتیں دینے اور اُن پر ظلم ڈھانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔ آخر خدا تعالیٰ آسمان سے برسنے والے پانی اور اُبل اُبل کر زمین سے باہر آنے والے پانی کو ایک کرکے اسے یا اِسی نوعیت کی کسی اور آفت کو نافرمانوں کو سزا دینے کا حکم دیتا ہے۔ بقول شامی صاحب اُسوقت فضا میں ایک آواز گونجتی ہے جو سورۃ القمر کی بعض آیات کے مفہوم پر مشتمل ہوتی ہے۔ اُنہوں نے اس آواز کو واضح کرنے کے لیے مذکورہ آیات کا جو ترجمہ اپنے کالم میں درج کیا ہے وہ انہی کے درج کردہ الفاظ میں من وعن یہ ہے:

"اُنہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بُری طرح جھڑ کا گیا۔ آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔ تب ہم نے موسلادھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور یہ سارا پانی اس کام (تباہی) کو پورا کرنے کیلئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔" (القمر ۹-۱۰-۱۱) (بحوالہ روزنامہ "جنگ" لندن ۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء)

اگر دیکھا اور غور کیا جائے تو شامی صاحب نے مذکورہ بالا آیات کا حوالہ دے کر بہت ہی اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ازمنۂ گذشتہ میں قومیں دو طرح سے خدا کی نگاہ میں مجرم بن کر سزا کی مستحق ٹھہرتی رہی ہیں۔ اوّل تو پُوری کی پُوری قوم افعالِ شنیعہ اور اعمالِ سیئہ میں غرق ہو کر احکامِ الٰہی کی نافرمانی میں اس قدر دیدہ دلیری سے کام لینے لگتی تھی کہ اس کے اندر گناہ کا احساس بھی مٹ کر رہ جاتا تھا۔ دوسرے جب خدا تعالیٰ ایسی نافرمان قوم کو خبردار اور متنبہ کرنے کا انتظام فرماتا تو وہ نصیحت حاصل کرنے کی بجائے الٹا نصیحت کرنے والے کو جھٹلانے لگتی اور اس کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اُسے آزار پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی اور خود اُس قوم کے جو افراد یا لوگ اس نصیحت کرنے والے کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کے لیے کوشاں ہوتے تو وہ اُن کو بھی مظالم کا تختۂ مشق بنانے پر اُتر آتی۔ اس طرح وہ قوم دوہری مجرم بن کر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سزا کی مستحق قرار پاتی۔ سورۃ القمر کی مذکورہ آیات کا حوالہ دے کر شامی صاحب نے اسی تاریخی حقیقت کی طرف اہلِ وطن کو متوجہ کیا ہے اور اس طرح انہیں عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔

حالیہ طوفانی بارشوں اور بپھرے ہوئے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے عبرت حاصل کر کے اگر ہماری قوم یعنی سب اہلِ پاکستان سابقہ نافرمان قوموں کے طرزِ عمل کے برخلاف دوہرے جرم کے ارتکاب سے باز آنے اور باز رہنے کا عزم کر لیں تو پھر اُن کی اور پورے ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ سیلابوں کی تباہ کاریاں دائمی خیر پر منتج ہو کر انہیں عند اللہ سرخرو کرنے کا موجب بن سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ دِن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی

توبہ کرنیوالے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا

خُدا غضب میں دھیما ہے، توبہ کرو تا تُم پر رحم کیا جائے، جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لیے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مُدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولاً۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے، یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے، توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو خبر دی وحیِ حق نے اُس سے دِل بیتاب ہے

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیِ حق نے اُس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولےٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

(منقول از اشتہار النداء من وحی السماء مطبوعہ اخبار "بدر" مئی ۱۹۰۵ء)

غفلت کو چھوڑ دو کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"جب انسان خدا پر کامل یقین رکھتا ہو کہ خدا نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہوتا ہے اور سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے اور سزا دیتا ہے اور یہ کہ گناہ حقیقت میں ایک زہر ہے اور خدا کی نافرمانی ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے ...... تو کیونکر گناہ سرزد ہو سکتا ہے......

دیکھو انسان اپنے مربّی، دوست، یار، آشنا اور کسی طاقتور با اختیار حاکم کے سامنے کسی بدی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ وہ گناہ کرتا ہے تو چھپ کر کرتا ہے کسی کے سامنے نہیں کرتا تو پھر اگر اس کو خدا پر ایمان ہو کہ وہ غیب در غیب اور پوشیدہ در پوشیدہ انسانی اندرونہ اور وسوسوں کو بھی جانتا ہے ...... تو پھر انسان کیونکر گناہ کی جگر سوز آگ میں پڑ سکتا ہے۔

پس ان باتوں (یعنی انسان کے گناہوں میں ملوّث ہونے) پر غور کرنے سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ انسان کو خدا اور اس کی صفات اور افعال اور اس کے علیم و خبیر اور ہر بات سے واقف ہونے اور قادر و مقتدر اور منتقم اور شدید البطش ہونے پر ایمان نہیں۔ ہر بدی خدا کی صفات سے غافل ہونے کی وجہ سے آتی ہے۔ پس صفات الٰہیہ پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔

انسان اگر خدا کے علیم و خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ بدی سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ر مارچ ۱۹۰۸ء)

محبّتِ الٰہی اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناؤ

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں :-

"گذشتہ سیلاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے خدام نے اچھا نمونہ دکھایا ہے ...... یہ خوشکن امر ہے۔ اِس وقت تک یورپ مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتا تھا کہ گو مسلمان اسلام کی برتری اور فضیلت پر بہت زور دیتے ہیں لیکن ان کا عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان کی فلاح کے لیے قربانی نہیں کرتے۔ اس اعتراض کا بہترین ردّ یہی ہو سکتا ہے کہ جب بھی موقع ملے ہم اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق خدمت کریں امریکہ اور یورپ کے عیسائی خدمتِ خلق کے جو کام کرتے ہیں وہ ہمیشہ انہیں اپنی عظمت اور سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اگر جماعت کے خدام اور انصار ہر جگہ اور ہر موقع پر خدمتِ خلق کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں تو یقیناً اس سے ان لوگوں کے منہ بند ہو سکتے ہیں جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کبھی بھی یہ مت خیال کرو کہ لوگ تمہارے کام کی قدر نہیں کرتے۔ تم لوگوں کی خاطر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت کرو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تمہاری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ طوفان اور سیلاب ہی آئیں تو پھر تم خدمت کرو۔ مومن کو تو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب سے دنیا کو بچائے رکھے۔ خدمتِ خلق کے مواقع ہر وقت میسّر آسکتے ہیں۔ مثلاً بیماروں کو دوا لا کر دینا اور غریبوں، محتاجوں، بیواؤں کی مدد کرنا۔ یہ سب کام ایسے ہیں جو تم ہر وقت کر سکتے ہو اور یہ کام تمہارے پروگرام کا مستقل حصہ ہونے چاہیئں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

اپنی زندگیاں مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے میں گزارو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی اپنی زندگیوں کو اس طرح پاکیزہ اور مطہر اور بنی نوع انسان کی ہمدرد اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنے والی زندگیاں بنادو کہ خدا تعالیٰ یہ جان لے کہ میرے ان بندوں نے یہ کوشش کی ہے کہ خود کو اس قابل بنا دیں کہ میں ان کے لیے بطور ڈھال بن جاؤں اور ان کی حفاظت کروں۔ ڈھال کا استعمال ظاہری طور پر ظاہری جنگوں میں ہوتا ہے اور باطنی طور پر ان یلغاروں کے لیے ہوتا ہے جو شیطان اندرونی فتنوں اور اپنے چھپے ہوئے مکروں کے ذریعہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو دو چیزیں تمہیں ملیں گی ...... تم اس رنگ میں اعلیٰ اور افضل ہو گے کہ تمہیں ایک بڑا امتیاز دیا جائے گا جو غیروں سے تم کو ممتاز کرنے والا ہوگا ...... اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب تم تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے ...... تو اللہ تعالیٰ یہ امتیاز پیدا کر دے گا۔ پس یہ جذبہ جو آپ کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے رب پر فدا ہو جائیں اور آپ کا یہ عزم کہ ہمارے محبوب خدا نے جو مخلوق پیدا کی ہے ہم اس کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک ایسا امتیاز پیدا ہو جاتا ہے جو دوسروں سے آپ کو نمایاں کر دیتا ہے ...... دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم فی الواقعہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے تو ہم تمہیں یہ بشارت دیتے ہیں کہ تم میں جو بشری کمزوریاں ہیں ہم ان کے بد اثرات سے تمہیں محفوظ رکھیں گے۔"

(تقریر فرمودہ ۲۶، دسمبر ۱۹۷۳ء)

انسان کو استغفار کے نتیجہ میں سچّی توبہ نصیب ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"ریاکار کی بدیاں اگر دوسروں کو معلوم نہ ہوں تو اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور اسے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ اس کو صرف اس وقت شرم آتی ہے جب اس کی بدیاں پکڑی جائیں اور غیر ان کو دیکھ لیں۔ مومن ریار نہیں کرتا بلکہ حیاء کرتا ہے۔ جب اس کو کوئی دیکھ بھی نہیں رہا ہوتا تب بھی وہ شرما رہا ہوتا ہے، وہ اپنی ذات سے شرما رہا ہوتا ہے، اپنے خدا سے شرما رہا ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں اپنے آپ کو کسی طرح چھپالوں۔ اسی کا نام استغفار ہے کیونکہ استغفار کا مطلب ہے اپنے آپ کو ڈھانپنا۔ جیسے بعض کیڑے جو روشنی برداشت نہیں کر سکتے وہ زمین کو کرید کرید کر اس میں چھپ جاتے ہیں، اپنے اوپر مٹی ڈال لیتے ہیں۔ ایسے ہی مومن خدا کے نور سے اس لیے شرماتے ہیں کہ ان کے اندر کمزوریاں ہیں۔ وہ اپنے اوپر استغفار کے پردے ڈالتے ہیں اور یہی استغفار ہے جو اپنے اندر قبولیت کی اہلیت رکھتی ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان کو سچی توبہ نصیب ہوتی ہے۔ پس ہمیں ان معنوں میں اپنی بدیوں کو ڈھانپنا چاہیئے کہ ہمارا ڈھانپنے کا مقصد ریاکاری نہ ہو بلکہ حیاء ہو اور اس حیاء کے نتیجہ میں استغفار پیدا ہو اور اس کے نتیجہ میں ہم مسلسل کوشش بھی کریں اور دعائیں بھی کریں ...... اللہ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان تقاضوں کو کامل انکسار کے ساتھ پورا کرنے والے ہوں اور دن بدن ہماری حالت اندھیروں سے نور کی طرف نکلنے والوں کی حالت ہو اور ہر آنے والا دن ہم پہلے والے دن کے مقابل پر زیادہ روشنی میں بسر کرنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، جولائی ۱۹۹۰ء)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام

جو ۳۱- جولائی ۱۹۹۲ء کو جلسہ سالانہ یو۔کے کے افتتاحی اجلاس میں پڑھا گیا

جو اجازت ہو تو عاشق درِ یار تک تو پہنچے
یہ ذرا سی اک نگارش ہے۔ نگار تک تو پہنچے

دلِ بے قرار قابو سے نکل چکا ہے۔ یا رب
یہ نگاہ رکھ کہ پاگل سرِ دار تک تو پہنچے

جو گلاب کے کٹوروں میں شرابِ ناب بھر دے
وہ نسیمِ آہ۔ پھولوں کے نکھار تک تو پہنچے

کچھ عجب نہیں کہ کانٹوں کو بھی پھول پھل عطا ہوں
مری چاہ کی حلاوت رگِ خار تک تو پہنچے

یہ محبّتوں کا لشکر ہے جو کرے گا فتحِ خیبر
ذرا تیرے بغض و نفرت کے حصار تک تو پہنچے

مجھے تیری ہی قسم ہے کہ دوبارہ جی اٹھوں گا
ترا نفخِ روح میرے دلِ زار تک تو پہنچے

جو نہیں شمار اُن میں تو غرابِ پر شکستہ
ترے پاک صاف بگلوں کی قطار تک تو پہنچے

تری بے حساب بخشش کی گلی گلی ندا دوں
یہ نوید تیرے چاکر گنہگار تک تو پہنچے

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یا رب
یہ اک اور وصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

جنہیں اپنی حبلِ جاں میں نہ ملا سُراغ تیرا
وہ خود اپنی ہی انا کے بُتِ نار تک تو پہنچے

کِسے فکرِ عاقبت ہے۔ انہیں بس یہی بہت ہے
کہ رہینِ مرگ "داتا" کے مزار تک تو پہنچے

ہے عوام کے گناہوں کا بھی بوجھ اس پہ بھاری
یہ خبر کسی طریقے سے حمار تک تو پہنچے

یہ خبر ہے گرم یا رب کہ سوار خواہد آمد
کروں نقدِ جاں نچھاور۔ مرے دار تک تو پہنچے

وہ جوان برق پا ہے۔ وہ جمیل و دلرُبا ہے
مرا نالہ اس کے قدموں کے غبار تک تو پہنچے

خطبہ جمعہ

کامیاب داعی الی اللہ بننے کیلئے ضروری ہے

کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے در سے صبر کی خیرات حاصل کرو

اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں خدا تعالیٰ کیطرف سے عظیم تبدیلیاں پیدا کرنے کی طاقت عطا کیجائے گی

اس طاقت کے بل پر تم واقعۃً وہ کام کر دکھاؤ گے جو دنیا والوں کو بظاہر ناممکن دکھائی دیتے ہیں

ہر ملک کے احمدی احباب کا یہ فرض ہے کہ وہ اُس ملک کے باشندوں کو راہِ حق کیطرف لانے پر بھرپور توجہ دیں

اگر وہ ہمّت صبر اور اخلاق محمدی کیساتھ تبلیغ کرینگے تو ہر ملک میں آنحضرت صلعم کے دین پر جان نچھاور کرنیوالے دوست پیدا ہو جائیں گے۔

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۵ رمئی ۱۹۹۲ء مطابق ۱۵ ہجرت ۱۳۷۱ ہش بمقام احمدیہ مشن ہاؤس فرانس

مرتبہ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید۔ لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ
عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○
وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ
بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا
يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ
اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

(سورۃ حٰمٓ السجدہ : آیات 34 تا 36)

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

قرآن کریم کی جو آیات مَیں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان سے جماعت بہت حد تک متعارف ہو چکی ہے کیونکہ نمازوں میں بارہا مَیں اِن کی تلاوت کرتا ہوں اور بارہا خطبات مَیں اُس مضمون کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں جو اِن آیاتِ کریمہ میں بیان ہوا ہے یعنی دعوت اِلی اللہ کا مضمون۔

قرآن کریم کی آیات میں یہ عظیم بات پائی جاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ اپنی طرف سے ایک مرتبہ بعض آیات کے مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیں لیکن پھر جب دوبارہ اُن پر غور کرتے ہیں تو ضرور کوئی نئی چیز اُنہی آیات میں سے پھوٹتی ہے جس کی طرف پہلے توجہ نہیں گئی ہوتی اور جس سے بنی نوع انسان کیلئے مزید فائدے کے سامان ہوتے ہیں۔

تبلیغ کا روحانی شکار اور اس کی مخصوص نوعیّت

ان آیات پر بھی مَیں نے جب بھی غور کیا کچھ نہ کچھ نئی بات نظر آئی اور ہمیشہ اِن سے کوئی نیا نکتہ ہاتھ آیا۔ اسی لئے مَیں نے آج دوبارہ اس مضمون کو چھیڑتے ہوئے اِن آیات کا سہارا لیا ہے۔ قرآن کریم جہاں تبلیغ کا مضمون بیان کرتا ہے وہاں صبر کے مضمون کو ضرور ساتھ باندھتا ہے، کبھی براہِ راست کبھی بالواسطہ۔ تبلیغ اور صبر کو الگ الگ کرکے انفرادی طور پر ایک دوسرے سے جداگانہ شکل میں پیش نہیں کیا گیا۔ ان آیات میں جس صبر کی طرف اشارہ ہے وہ ایک بہت بڑے چیلنج کے نتیجہ میں پیش آنے والا صبر ہے۔ عام حالات میں جب انسان کسی کو تبلیغ کرتا ہے تو طبعاً ایک منفی ردّ عمل سامنے آتا ہے اور تبلیغ سُننے والا یہ سمجھتا ہے کہ مجھے یہ بے وجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے، مجھے شکار کرنا چاہتا ہے اور شکار کا ردّ عمل خواہ وہ حیوانی شکار ہو، پرندوں کا ہو، چوپایوں کا ہو یا انسانوں کا ہو ایک ہی طرح ہوا کرتا ہے۔ شکار اوّل طور شکاری سے بھاگتا ہے۔

اس لئے شکار کے ساتھ صبر کا مضمون خود بخود وابستہ ہو جاتا ہے لیکن یہاں ایک اور بات بیان ہوئی ہے اور وہ یہ کہ یہاں ایسے لوگوں کے شکار کا ذکر ہے جو خود شکاری ہوں اور جو دشمنی میں اپنی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہوں۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے میرے سامنے جو باتیں ہیں ان پر مَیں تفصیل سے آپ کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر رجحان پایا جاتا ہے کہ جو مؤیّد ہو، نرم مزاج ہو اور جس میں شرّ نہ پایا جاتا ہو صرف اسی کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ جہاں تک تجربہ کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ وہ لوگ جن میں سعادت پائی جاتی ہے، جو ظاہری طور پر نرم مزاج رکھتے ہوں ان میں تبلیغ نسبتاً زیادہ فائدہ دیتی ہے لیکن اس امر کو قاعدہ کلیّہ نہیں بنایا جا سکتا بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کی طبیعتوں میں نرمی پائی جاتی ہے لیکن ان کی نرمی مداہنت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ان میں نرمی اخلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ منافقت کی وجہ سے پائی جاتی ہے جب احمدیوں کو ایسے لوگوں کیساتھ تبلیغ کا واسطہ پڑتا ہے تو بعض دفعہ عمریں گزرنے کے باوجود وہ ایک اِنچ بھی آگے نہیں بڑھتے۔ بیچارے بھولے بھالے احمدی سمجھتے ہیں کہ وہ بہت شریف آدمی ہے۔ کبھی مخالفت نہیں کرتا اور ہمیشہ اچھی باتیں کرتا ہے۔ مگر وہ اپنی جگہ اسی طرح قائم رہتا ہے جسطرح کہ پہلے تھا اور اِس طرح اس کے ساتھ تعلقات میں انسان اپنی عمر ضائع کر دیتا ہے۔ جہاں تک انسانی تعلقات کا معاملہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص سے اچھا تعلق رکھنا چاہیئے۔ لیکن جب تبلیغ کی نیّت سے تعلق رکھا جاتا ہے تو ایک مقصد اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس کو تبلیغ کی جائے وہ قریب تر آئے یہاں تک کہ وہ کلیتہً صداقت کی جھولی میں آپڑے۔ جہاں تک عام تعلق کی بات ہے اس سے کوئی بھی کسی کو منع نہیں کرتا بلکہ قرآن کریم نے نصیحت فرمائی ہے کہ عام دنیوی تعلقات کے لحاظ سے تم ہر ایک سے تعلق رکھو۔ لیکن جہاں بامقصد تعلق ہو وہاں مقصد راہنمائی کرے گا کہ یہ تعلق کتنی دیر تک قائم رہنا چاہیئے اور یہ کہ کہیں یہ تعلق بے سود تعلق تو نہیں۔ پس جو تعلق تبلیغ کی نیت سے رکھا جاتا ہے اس میں ضروری ہے کہ انسان اس بات پر نظر رکھے کہ جس سے تعلق رکھا جا رہا ہے وہ وقت کو ضائع تو نہیں کر رہا، وہ قریب آرہا ہے یا نہیں آرہا۔ اگر ایک شخص اپنی جگہ پر اٹکا رہے اور انسان اسکے ساتھ عمر گنوا دے تو اس کی عمر ضائع جائے گی۔ صرف اس کی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے لوگوں کی عمریں ضائع جارہی ہوں گی جن کی طرف وہ توجہ دے سکتا تھا.

جب ایک شکاری کا وقت ضائع جاتا ہے تو بہت سے نقصانات اس کو پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے شکار کے پیچھے لگا رہتا ہے جس کو چھوڑ کر دوسرا شکار اس کے ہاتھ آسکتا تھا مگر تبلیغ کا تعلق روحانی شکار سے ہوتا ہے۔ دنیا کے شکار میں تو یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک شکاری ایک شکار کے پیچھے لگ جائے تو یہ بات باقی پرندوں کے لئے غنیمت ہوتی ہے۔ ان کی قسمت جاگ جاتی ہے کہ ایک بیوقوف شکاری غلط سمت میں چلا گیا لیکن وہ روحانی پرندے جو ابراہیمؑ کے پرندے ہیں وہ تو زندہ کرنے کے لئے مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جب خدا سے شکار کا طریقہ سیکھا تھا تو یہی پوچھا تھا کہ مُردوں کو کیسے زندہ کیا جاتا ہے؟ پس مومن بالکل برعکس نتیجے کے لئے شکار کرتا ہے۔ عام دنیا کا شکاری مارنے کے لئے شکار کرتا ہے۔ مومن زندہ کرنے کے لئے شکار کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی بھی یہی صفت بیان فرمائی گئی کہ جب بھی اللہ اور اس کے رسولؐ تمہیں بلائیں لِیُحْیِیَکُمْ تا کہ وہ تمہیں زندہ کریں تو اِسْتَجِیْبُوْا، اس وقت ان کی آواز پر لبّیک کہا کرو۔ پس جب مَیں شکار کی اصطلاح استعمال کرتا ہوں تو یاد رکھیں کہ ہم نے زندہ کرنے کے لئے شکار کرنا ہے۔ پس وہ شکار جو کسی آدمی کی غفلت کی وجہ سے زندگی سے محروم رہ گیا اور غلط توجہ کے نتیجہ میں عدم توجہ کا شکار ہو گیا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی۔ اسکا گناہ بھی تو کچھ اس کے سر آئے گا۔ اُس لئے مومن کو اپنی زندگی کے اوقات کی بڑی تفصیل سے نگرانی کرنی ہوتی ہے۔ اس کے وقت کی ایک قیمت ہے۔ اس کے وقت کے لمحہ لمحہ کا ایک حساب ہے اور عام وقت کی طرح اس کا وقت نہیں ہے۔ اسے اپنے وقت کے ہر حصّے کی قیمت حاصل کرنی ہے یا اس کا حساب چکانا ہے۔ اگر قیمت حاصل نہیں کرتا تو پھر خدا کے سامنے اسے حساب دینا ہے۔

شدید دشمنوں کو دوست بنانیوالا تبلیغی شکار

پس جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شرفاء میں تبلیغ ہونی چاہیئے، نرم لوگوں میں تبلیغ ہونی چاہیئے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ساتھ ساتھ نگرانی بہت ضروری ہے کہ اس تبلیغ کا فائدہ ہے یا نہیں ہے اور اگر ہے تو کس حد تک ہے؟ ایک حد کے بعد ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کیا جائے اور انسان ایسے شخص سے ہاتھ کھینچ لے جو کسی طرح اثر قبول نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس بھی ایک شکل ہے۔ بعض لوگ شدید مخالف ہوتے ہیں اور عام طور پر لوگ ان مخالفوں کا شکار نہیں کرتے اِس طرف رُخ ہی کرتے۔ قرآن کریم کی ان آیات میں خصوصیّت سے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا: فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم اور ان کے ساتھی شکاریو! تم بڑے بڑے خونخواروں کا شکار کرنے نکلے ہو۔ ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالنے نکلے ہو جو تمہاری جان کے دشمن ہیں۔ ان کا جب بس چلے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں، تمہیں تباہ و برباد کر دیں، تمہارا کچھ بھی باقی نہ چھوڑیں۔ جاؤ اور خدا کا نام لیکر اُن پر ہاتھ ڈالو اور ہم تمہیں گُر سکھاتے ہیں کہ کس طرح اُن پر فتحیاب ہونا ہے۔ گُر کی بات تو بعد میں آتی ہے پہلے یہاں یہ دیکھیں کہ مومن کیلئے کتنا بلند مقصد بیان کر دیا۔ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ۔ اچانک تم کیا دیکھو گے کہ وہ شخص جو تمہارا شدید دشمن ہے کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وہ تمہارے جانثار دوست میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس میں اس بات کی نصیحت ہے کہ دین کے جو بڑے بڑے مخالف اور بظاہر سختی سے دین کے ساتھ ٹکرانے والے لوگ ہیں جن سے تمہیں خیر کی بظاہر کوئی اُمید نہیں ہے ان کا بھی رُخ کیا کرو۔ ان میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایسے جواہر پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں کہ جب وہ ہاتھ آئیں گے تو بہت قیمتی خزانہ ہاتھ آئے گا۔ پس اسلام کے آغاز میں ہم یہی حالات دیکھتے ہیں کہ وہ جو جاہلیت میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے وہ جب مسلمان ہوئے ہیں تو اسلام کے سب سے بڑے دوست بن گئے اور اسلام کو ان کی وجہ سے غیر معمولی تقویت حاصل ہوئی۔ پس آپ اپنی تبلیغ میں دشمنوں پر بھی ہاتھ ڈالیں کیونکہ آپ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے غلام ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔ کے رُو سے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے ساتھی ہونیکے دعویدار ہیں اور آپؐ کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ پس شکار کے وہ انداز سیکھیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے انداز ہیں۔ ابراہیمیؑ انداز کو آگے بڑھا دیا گیا ہے، ابراہیمؑ کی سنّت کو مزید صیقل کر دیا گیا ہے، مزید چمکایا گیا ہے۔ ابراہیمؑ کو تو یہ حکم تھا کہ اُن پرندوں کو پکڑو جو تم سے مانوس ہو سکتے ہوں اور یہ تبلیغ کا پہلا دور ہے۔ وہ لوگ جو شرافت سے بات کو سُنیں جن کے ساتھ تھوڑا پیار کیا جائے تو وہ طبعاً پیار کا جواب پیار سے دینے والے ہوں وہ ابراہیمی طیور ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے سپرد جو پرندے کئے گئے ہیں وہ خونخوار دشمن ہیں، وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ آپؐ کو دیکھیں بھی۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے جو پاک تبدیلیاں کر کے دکھائیں وہ ایسے ہی لوگ تھے۔ جیسا کہ بیان فرمایا گیا ہے کہ تم دیکھو گے کہ تمہارے خونخوار دشمن جانثار دوست بن جائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے ایسے پتھروں کو موم کر دیا، ایسے پتھر پھاڑے اور ان سے زندگی کے ایسے چشمے بہا دیئے کہ انبیاءؑ کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ ایک موقعہ پر ایک صحابی جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی زندگی میں آپؐ کی صحبت میں کچھ سال گذارے تھے اُن سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے وصال کے بعد کسی نے سوال کیا کہ آپ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا حلیہ بتائیں، ہم آپ کے منہ سے سننا چاہتے ہیں، آپ کی آنکھوں نے آنحضورؐ کو دیکھا ہے۔ جس پیار اور محبت سے آپ وہ تذکرہ کر سکتے ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا تو آپ ہمیں بتائیے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کیسے تھے؟ یہ بات سن کر وہ صحابیؓ جواب دینے کی بجائے زار و قطار رونے لگے۔ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ پوچھنے والے کو تعجب ہُوا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے سوچا مَیں نے تو صرف اتنا سا سوال کیا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا حلیہ بتائیے۔ یعنی یہ بتائیے کہ آپؐ کی شکل کیسی تھی؟ اور یہ صاحب بجائے حلیہ بتانے کے رونے لگے۔ جب کچھ دیر کے بعد اس صحابیؓ نے اپنے جذبات پر قابو پایا تو جواب یہ دیا کہ دیکھو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے زمانے میں میری زندگی پر دو ہی حالتیں وارد ہوئیں ایک وقت وہ تھا کہ میں دشمنی میں اتنا شدید تھا کہ نفرت کی وجہ سے مَیں اس چہرے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ان کے نام سے ہی ایسی کراہت آتی تھی اور ایسا غصّہ آتا تھا کہ بارہا مواقع آئے مگر مَیں نفرت کی وجہ سے آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکا۔ پھر جب محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے عشق کا غلام بنا تو ایسی کایا پلٹی کہ محبت نے جوش مارا اور محبت کی وجہ سے اس وجود پر میری نظر نہیں ٹکتی تھی تو آج اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ محمّد رسول اللہؐ کا حلیہ کیا تھا تو خدا کی قسم مَیں نہیں بتا سکتا کیونکہ میری نظروں نے کبھی نفرت کی وجہ سے آپؐ کے چہرے کو نہیں دیکھا اور کبھی محبّت کے وفور کے زیرِ اثر نہیں دیکھا اور واقعۃً مَیں نہیں جانتا کہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا حُلیہ تفصیلاً کیا تھا۔ پس دیکھیں وہ صحابیؓ اس آیت کریمہ کا کیسا زندہ ثبوت تھے کہ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ خدا نے فرمایا جس طرح ہم کہتے ہیں اس طرح تم تبلیغ کر کے دیکھو اور ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ دشمنوں میں سے تمہیں حیرت انگیز طور پر محبت کرنے والے وجود ملیں گے۔ پس دشمنوں کو نظر انداز نہیں کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی زندگی میں تو یہ معجزے اتنی دفعہ ہوئے ہیں اور اس کثرت سے ہوئے ہیں کہ ان کا کوئی شمار نہیں ہے۔

شدید دشمنی کو دوستی میں بدلنے کی درخشندہ مثال

سارے عرب کی پہلے نفرت میں تقریباً وہی کیفیت تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھیں کیسے دشمن تھے۔ وہ ایک واقعہ جو اُحُد میں گزرا ہے جب بھی اُسے پڑھتے ہیں تو اس کا دُکھ انسان کے دل میں اس طرح تازہ ہو جاتا ہے جیسے کل کا واقعہ ہو۔ جنگِ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم زخمی اور نڈھال ہو کر شہیدوں کی طرح زمین پر جا پڑے اور آپؐ کے اوپر دوسری لاشیں آگریں۔ یہ ایسا تکلیف دہ واقعہ ہے کہ جب بھی انسان پڑھے تو اس کی حالت عجب گداز والی ہو جاتی ہے بھیگی آنکھوں کے بغیر یہ واقعہ پڑھا ہی نہیں جاتا۔ اس واقعہ میں سب سے نمایاں کردار خالد بن ولید نے ادا کیا تھا۔ اس وقت کفارِ مکہ کا یہی وہ جرنیل تھا جس نے موقعہ کی نزاکت کو سمجھا اور معلوم کر لیا کہ مسلمانوں سے کیا غلطی ہوئی ہے اس نے کفّار کے بھاگتے ہوئے لشکر کا رُخ یکدم بدل دیا اور اپنے سواروں کے ساتھ مسلمانوں کے عقب سے حملہ کر کے اس فتح کو جو تقریباً مکمل ہو چکی تھی وقتی طور پر ایک شکست میں بدل دیا۔ لیکن وہی خالد جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے محبّت کے اسیر ہوئے۔ جب آپؐ کے عشق کا تیر ان کو لگا تو ایسی کایا پلٹی کہ اس کے بعد انہوں نے زندگی بھر ہر جہاد میں اس شوق سے حصّہ لیا کہ کاش میں بھی شہید ہوں۔ لیکن یہ حسرت پوری نہ ہو سکی۔ آپ نے اسلام کیلئے اس کثرت سے جہاد کیا ہے اور ایسی شاندار سپہ سالاری کی ہے کہ اسلام کے جہاد کے نام کے ساتھ ہی خالد بن ولیدؓ کا نام اچانک اُبھر کر سامنے آجاتا ہے لیکن ایسی حالت میں جان دی کہ بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ جب جان کنی کی حالت وارد ہوئی تو ساتھیوں سے کہا کہ میرے جسم سے کپڑا تو اٹھاؤ انہوں نے کپڑا اٹھایا تو کہا کہ کوئی اِنچ دکھاؤ جہاں زخموں کا نشان نہ ہو۔ میرا سارا جسم زخموں سے داغدار ہے۔ جانتے ہو مَیں نے یہ زخم کیوں کھائے؟ اس شوق میں کھائے کہ مَیں محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دین کی خاطر جان دوں اور مَیں بھی شہیدوں میں شمار ہوں۔ لیکن وائے حسرت کہ میرے مقدر میں یہ نہیں تھا اور آج بستر پہ جان دے رہا ہوں۔ وہ اس آیت کی سچائی کی ایک اور زندہ اور تابندہ مثال بن گئے کہ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم عام پرندوں کے شکاری نہیں ہیں، یہ تو شکاری پرندوں کے شکاری ہیں، خونخوار جانوروں کے شکاری ہیں اور ان کی ایسی کایا پلٹتے ہیں کہ حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو خدا نما انسان بنا دینے والے ہیں۔ یہ اِس آیت کا مضمون ہے کہ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔

پس اگر ہم جیسا کہ ہمارا یقین ہے حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے نہ صرف غلام بلکہ عاشق غلام ہیں، اگر ہم اس خاطر اس دنیا میں قائم کئے گئے ہیں کہ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سنّت کو دوبارہ زندہ کریں اور زندہ کر کے سارے عالم میں جاری کر دیں تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہمیں تو اس بات کی لَو لگ جانی چاہیئے، یہ دھن لگ جانی چاہیئے کہ اپنی ذات میں اسوۂ محمّدیؐ کو زندہ کر کے دکھائیں۔

دعوت الی اللہ کی محمّدی شان اپنے میں زندہ کریں

محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم دو طریق پر زندہ ہیں ایک تو آپؐ ہمیشہ ہمیش کیلئے اپنے خدا کے ساتھ زندہ ہیں اور اس زندگی پر کبھی کوئی موت نہیں آسکتی لیکن آپؐ کی ایک زندگی امّت محمّدیہ میں ہو کر ہے۔ جہاں کوئی مسلمان روحانی طور پر مرتا ہے وہاں اس زندگی میں کمی آجاتی ہے برخلاف اس کے جہاں کوئی مسلمان روحانی طور پر زندہ ہوتا ہے وہاں محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو ایک اور زندگی ملتی ہے یہ وہ زندگی ہے جس کا ہر غلامِ محمّدؐ سے تعلق ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جس کا آج جماعتِ احمدیہ کے ساتھ تعلق ہے۔ پس حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسوہ کو ہر میدان میں جب بھی زندہ کرنے کی آپ توفیق پائیں گے تو آپ یقین رکھیں کہ آپ نے محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی ایک شان کو اپنے اندر زندہ کیا۔ دعوتِ الی اللہ کی شان کو بھی اپنے اندر پوری طرح زندہ کریں۔ یہ مضمون ہے جو آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دشمنوں سے اور دشمنوں کے لیڈروں سے ڈریں نہیں بلکہ ان تک پہنچیں اور حکمت اور پیار کے ساتھ اس طریق پر جس طریق پر اس آیت نے آپکو تبلیغ کا گر سکھایا ہے اُنکو بھی ضرور پیغام پہنچائیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُن کو بعض دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز طور پر بیشمار پھل عطا ہوتے ہیں کیونکہ دشمنوں میں سے جو لیڈر رہیں اگر وہ آئیں تو اکثر اکیلے نہیں آتے بلکہ اُنکے

ساتھ قوم کی قوم آیا کرتی ہے۔ بعض ملکوں سے تبلیغ کی رپورٹیں آتی ہیں ان میں ایسے واقعات کثرت سے ملتے ہیں کہ فلاں علاقے میں کوئی احمدیت کا نام نہیں سُننا چاہتا تھا وہاں کا جو سب سے بڑا دشمن تھا ہم اُس تک پہنچے اور جب باتیں کیں تو یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ اس کے اندر سعادت پائی جاتی تھی۔ کچھ دیر میں اس نے اپنے رویّے کو تبدیل کیا۔ پھر اس نے دلچسپی لینی شروع کی۔ پھر وہ خدا کے فضل سے احمدی ہوا اور اس کے نتیجہ میں اب گاؤں گاؤں میں احمدیت پھیلنی شروع ہو گئی ہے۔ ایسی ایک رپورٹ ابھی کچھ عرصہ ہوا انڈونیشیا سے بھی ملی کہ وہ صاحب جو ایک علاقہ کے چیف کہلاتے تھے، بڑے معزّز اور کافی وسیع طور پر لوگوں پر اثر رکھنے والے تھے وہ پہلے احمدیت کی دشمنی میں بہت پیش پیش تھے۔ جب وہ احمدی ہوئے تو ان کا مشغلہ ہی یہ بن گیا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے ہیں اور وہاں اعلان کرتے ہیں کہ دیکھو تم نے مجھے کیسا پایا۔ وہ جب ان کو بتاتے ہیں کہ ہاں تم ہمارے پیر تھے اور پیر ہو، تو کہتے ہیں کہ مَیں تو اب کسی اور کا مرید بن چکا ہوں، مَیں تو پیر نہیں رہا، اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو بعض دفعہ گاؤں والے جن میں شرافت ہوتی ہے کہتے ہیں تم ہمارے اب بھی پیر ہو جدھر تم نے قدم رکھا ہے وہیں ہمارا قدم پڑیگا۔ اللہ کے فضل کے ساتھ اس علاقہ میں جہاں پہلے احمدیت کا نشان بھی نہیں تھا وہاں کثرت سے جماعتیں بننی شروع ہوگئیں۔ یہ ایک ملک کی بات نہیں ہے۔ ہر ملک پر یہ بات اسی طرح صادق آتی ہے۔ یہاں بھی بہت سے ایسے نوجوان ہیں یا دوسری عمر کے لوگ ہیں جن کے اندر لیڈری کی صفات پائی جاتی ہیں۔ ایسے ہیں جن کے اندر لیڈری کی صفات کے ساتھ اسلام دشمنی بھی پائی جاتی ہے اور وہ اسلام کی مخالفت میں یا حق کی مخالفت میں نمایاں طور پر جس رنگ میں بھی کوشش کر سکتے ہیں وہ کرتے ہیں ان تک بھی پہنچنا چاہیئے اور اس طرح پہنچنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ فرانس کو پیشِ نظر رکھ کر جب مَیں بات کرتا ہوں تو مجھے معلوم ہے کہ آج یہاں جماعت بہت چھوٹی ہے اور ابھی تک فرانسیسی قوم کے ساتھ وہاں کی جماعت کا گہرا رابطہ نہیں ہو سکا۔ نتیجۃً فرانس میں آج تک جتنی بھی تبلیغ ہوئی ہے اکثر وبیشتر وہ غیر فرانسیسی لوگوں کو ہوئی ہے۔ مثلاً یہاں مراکو سے آنے والے لوگ ہیں یہاں افریقہ کے مختلف ممالک سے آکر بسنے والے لوگ ہیں یہاں پاکستانی ہیں جہاں تک تبلیغ ہوئی ہے عام طور ان لوگوں میں ہوئی ہے۔ فرانسیسی باشندوں کی جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ دنیا پرست ہیں دنیا دار ہیں، انہیں دین میں کوئی دلچسپی نہیں، جب ہم ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کورا سا جواب دے دیتے ہیں۔ مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہر قوم میں خدا تعالےٰ نے نیک فطرت لوگ رکھے ہوئے ہیں۔ دشمنوں کی دشمنی کے بھیس میں بھی آپ کو بڑے نیک فطرت لوگ ملیں گے۔ جو شدید مخالف دکھائی دیتے ہیں وہ جب نرم پڑتے ہیں تو ان کے اندر ایک حیرت انگیز انقلاب برپا ہو جایا کرتا ہے۔ پس آپ کی ہمت اگر ٹوٹ جائے تو فرانس کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ ایک قوم کی قسمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ آپ نے ہمّت نہیں ہارنی کیونکہ جب داعی اِلی اللہ ہمت ہار دیتا ہے تو درحقیقت اس ساری قوم کی ہمت ٹوٹتی ہے۔

اعجازی کامیابی کیلئے عدیم النظیر صبر کی ضرورت ہوتی ہے

نصیحت کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ نصیحت کرنے کیلئے غیر معمولی طاقتوں کی ضرورت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے صبر کی تلقین فرمائی اور یہ وہ دوسرا پہلو ہے جو مَیں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ لیکن یاد رکھو یہ معجزے یونہی رونما نہیں ہوجایا کرتے۔ دشمنوں کو دوست بنانا آسان کام نہیں ہے۔ اس کیلئے صبر کی ضرورت ہے جیسا کہ فرمایا: وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ اور بھی ضرورت ہے کیونکہ سارا خطاب واحد میں ہے اس میں اوّل مخاطب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں آپؐ کو جو صبر عطا ہوا تھا وہ لفظِ صبر کے تابع پوری طرح بیان نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے جہاں عام مومنوں کے صبر کا ذکر فرما کر جمع کے صیغہ میں یہ کہا کہ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وہاں ساتھ ہی پھر واحد کی بات کی ہے کہ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ اب جمع کا ذکر چھوڑ دیا ہے جس طرح پہلے کَ، کَ یعنی تُو، تُو، تُو کر کے مخاطب کیا جا رہا تھا، مومنوں کا عمومی ذکر کرتے ہی خدا پھر واپس اسی مضمون یعنی واحد کے صیغہ کی طرف پلٹتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق فرماتا ہے وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ یعنی اس عظیم مقصد کو ایک عظیم اخلاق کا حصّہ دیئے گئے انسان کے سوا اور کوئی پورا نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں ان کو بھی ملے گا لیکن اصل کامیابی جو غیر معمولی اور اعجازی کامیابی ہے وہ اس کو ملے گی جسے حظِ عظیم عطا ہوا ہے۔ 'حظّ' حصّے کو، ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ سو فرمایا اعجازی کامیابی اسے ملے گی جسے بہت عظیم ٹکڑا ملا ہے۔ کس چیز کا ٹکڑا؟ یہ بیان نہیں فرمایا۔ صبر کی بات ہو رہی ہے۔ اس لئے پہلے ذہن صبر کی طرف جاتا ہے اور اس پہلو سے جب ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں تو بلاشبہ ان سے بڑا صابر انسان کبھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ ہر میدان میں صبر کی ہر آزمائش میں آپؐ اس شان سے پورے اترے ہیں کہ اس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ ذاتی نقصان کی کیفیت دیکھ لیجئے، مختلف نوعیتوں کے ذاتی نقصان کی کیفیت دیکھ لیجئے، اپنے عزیزوں اور پیاروں کے دُکھ برداشت کرنے کی کیفیت کو دیکھ لیجئے، صبر کے جتنے بھی امتحان آسکتے ہیں وہ سارے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو زندگی کے مختلف شکلوں میں پیش آئے اور حیرت انگیز طور پر آپؐ نے ہر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل فرمائی، ایسی جو چاند سورج کی طرح روشن کامیابی تھی۔ اوّل زندگی میں آپؐ کے والد کا وصال بعض روایات کے مطابق آپ کی پیدائش سے پہلے ہو چکا تھا یعنی پیدا ہی یتیم ہوئے ہیں اور چھوٹی عمر تھی کہ والدہ کا وصال ہو گیا۔ اب بچپن میں والد اور والدہ کے بغیر آپؐ کو دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرنا پڑی اور اس صبر کے ساتھ اور اس شان کے ساتھ آپؐ نے یہ دور گزارا ہے کہ اس میں احساس کمتری کو ایک ذرّہ بھی داخل نہیں ہونے دیا۔

آنحضرتؐ کا صبر کا عدیم النظیر نمونہ

صبر کے امتحان کے وقت لوگ عام طور پر منفی صفات دیکھتے ہیں لیکن مَیں نے انسانی فطرت پر جہاں تک غور کیا ہے یتامیٰ کے لئے سب سے بڑا امتحان احساسِ کمتری کا امتحان ہوتا ہے۔ وہ یتیم جو صبر نہ کر سکے وہ لازماً احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور احساس کمتری پھر بہت ہی بھیانک کردار پر منتج ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر ٹیڑھے دماغ والے خطرناک سوچیں سوچنے والے، دنیا کو غلط فلسفے دینے والے، اگر آپ اُن کی زندگی کا جائزہ لیں تو وہ زندگی کے کسی نہ کسی دور میں احساسِ کمتری کا شکار ہوئے ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی یسیری اور یتیمی کا دوران کیفیتوں سے متأثر ہوئے بغیر اس شان کے ساتھ گزارا ہے کہ آپؐ کے سپرد دنیا کا عظیم ترین کام کیا گیا یعنی جو کام آپؐ کے سپرد ہوا ہے وہ کسی اور نبی کو نہ صرف یہ کہ دیا نہیں گیا بلکہ اس کا ایک معمولی حصّہ بھی نہیں دیا گیا۔ سارے عالم کو خدا تعالےٰ کی چوکھٹ پر لا ڈالنا ایک ایسے شخص کے سپرد کیا گیا جس کا نہ باپ تھا نہ ماں تھی جو لوگوں

کے رحم وکرم پر پلتا رہا تھا اور اس نے جب دعویٰ کیا تو اس کی اپنی ساری قوم کلیۃً اس کی دشمن ہوگئی۔ یہ حظِ عظیم کی بات ہو رہی تھی۔ صبر کا حصہ ملا تو اتنا بڑا کہ اسکی کوئی مثال دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ پھر آپ کے بیٹے ہوئے۔ کہتے ہیں گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اور گیارہ کے گیارہ چھوٹی عمر میں بہت بچپن میں یا چند سانسوں کے بعد یا چند سالوں کے بعد فوت ہوگئے اور ہر بچے کی پیدائش پر دشمن ہنستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا اور آپؐ کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتا تھا کہ دیکھو یہ تو لاولد مرا جاتا ہے اور دنیا کی بادشاہت کے دعوے کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہم یہ ذکر پڑھتے تھے کہ بشیر اوّل فوت ہوا تو کس طرح دشمن نے بغلیں بجائیں، کس طرح صحابہؓ کے دل خون ہوئے۔ جب ہم صحابہؓ کے بعض واقعات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شدید تکلیف کی حالت میں تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی اثر نہیں تھا۔ آپؑ جانتے تھے کہ خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ یہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو کوئی اور مقدّر والا بچہ بعد میں عطا ہوگا۔ لیکن صحابہؓ جانتے ہیں کہ ان کے دِل کی کیا حالت تھی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر جب میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف جاتا ہے تو ساری روح پگھل کر آپؐ کیلئے درود بن جاتی ہے۔ کتنی عظیم آزمائش تھی۔ ابتر کہنے والے چاروں طرف پھیلے پڑے تھے۔ ہر بچے کی وفات کے بعد ابتر، ابتر کے نعرے اٹھتے تھے۔ تبھی تو قرآن کریم نے یہ ذکر محفوظ فرمایا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (سورۃ الکوثر: آیت ۴) اے محمدؐ! تو دیکھے گا کہ تیرے دشمن ابتر رہ جائیں گے اور ان کی اولادیں تیری اولادیں بن جائیں گی لیکن جہاں تک اُس وقت کی دنیا کا تعلق ہے ان کو تو ان باتوں کی سمجھ نہیں تھی کہ روحانی طور پر یہ ساری کی ساری قوم محمد مصطفیٰؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دی جانے والی تھی۔ وہ تو یہ دیکھتے تھے کہ ایک بیٹا فوت ہوا، پھر دوسرا ہوا، پھر تیسرا ہوا، پھر چوتھا ہوا اور ہر دفعہ ہنسی مذاق اڑا کر اسے اپنی دانست میں ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں اور نہ محمدؐ کچھ کر سکتا ہے نہ محمدؐ کا خدا کچھ کر سکتا ہے۔ اب دیکھیں! ہر پیدائش اور ہر موت کے بعد کتنی شدّت کے ساتھ یہ طعنہ آپؐ کے دل کو چیرتا ہوگا لیکن آپؐ صبر اور عزم کا ایک پہاڑ تھے۔

ایک روایت آتی ہے کہ ایک عورت کا بیٹا فوت ہوگیا اور وہ اس کی قبر پر کھڑی شدید تکلیف کی حالت میں گریہ و زاری کر رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اُس کے پاس سے گزرے اور فرمایا بی بی! صبر کرو۔ اس بیچاری کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کہنے والا کون ہے۔ اس نے کہا کہ صبر! اپنا بیٹا فوت ہو تو پھر پتہ چلتا ہے کہ صبر کیا ہوتا ہے، پاس سے گذرتے ہوئے آرام سے کہہ دیا کہ صبر کرو، صبر کوئی آسان بات نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صرف اتنا کہا کہ بی بی! میرے گیارہ بچے پیدا ہوئے اور گیارہ فوت ہوگئے اور یہ کہہ کر آگے چل پڑے۔ کسی نے کہا اے نادان بیوقوف بڑھیا! تونے کیا بات کی ہے۔ یہ تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ وہ دوڑی دوڑی پیچھے گئی کہ یا رسول اللہؐ! مجھے معاف کر دیں۔ مَیں صبر کرتی ہوں آپؐ نے فرمایا: صبر کا ایک وقت ہوا کرتا ہے وہ وقت گزر چکا ہے، وقت تو ہر ایک کو صبر دے ہی دیتا ہے۔

صبر کیلئے حظّ عظیم سے کچھ نہ کچھ حصّہ پانا ضروری ہے

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق جب یہ فرمایا کہ وہ صبر کرنیوالا ہے تو صبر کہہ کر نہیں فرمایا۔ عام مسلمانوں کے ذکر پر فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا۔ اس عظیم مقصد کو صبر کرنے والوں کے سوا کوئی نہیں پا سکتا اور پھر دیکھیں کہ ہمارے آقا و مولا کو کس طرح جدا کر کے، ممتاز کر کے ان کا ذکر آیت کے اس حصے میں فرمایا کہ: وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ اس عظیم مقصد کو حقیقت میں پانے والا تو ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے کیونکہ اسے صبر میں سے حظ عظیم عطا کیا گیا ہے اور حظِ عظیم تو چونکہ پوری طرح کسی ایک مضمون سے باندھا نہیں گیا اس لئے حظِ عظیم میں وہ سارا پچھلا مضمون آگیا ہے جو اس آیت کے شروع میں ہے اور اس پہلو سے ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی میں نہ صرف صبر سیکھنا ہوگا بلکہ حظِ عظیم میں سے کچھ نہ کچھ حصہ تو پانا ہوگا اس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ۔ یعنی داعی اِلی اللہ بنو گے تو تمہاری بات اچھی ہوگی ورنہ ساری باتیں بیکار اور بے معنی رہیں گی۔ ساری عمر باتیں کرتے گزار دو گے ان میں حسن پیدا نہیں ہوگا۔ ہاں اگر تم اللہ کی طرف بلانے والے ہو تو تمہارا قول بہت حسین ہے۔ بات کرنی ہے تو یہ کرو۔ وَعَمِلَ صَالِحًا مگر خالی اللہ کی طرف نہیں بلانا، نیک اعمال کر کے دکھاؤ تاکہ پتہ چلے کہ جس کی طرف بلانے آئے ہو اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق ہو تو تمہارے اعمال میں پاک تبدیلی ہونی چاہیئے تمہارے اندر کشش ہونی چاہیئے۔ تمہارے اندر روز بروز تبدیلیاں رونما ہوتی رہنی چاہئیں کیونکہ خدا تعالےٰ لامتناہی ہے اور اس سے تعلق والا کبھی ایک مقام پر نہیں رہا کرتا۔ اس کی زندگی مسلسل ایک سفر ہے جو خدا کی طرف ہے اور کبھی بھی کسی حالت میں بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعلق باللہ والے نے اپنا سفر مکمل کر لیا۔ پس یہ مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا اور جس کے متعلق بعد میں شہادت دی کہ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ اس مضمون کو اپنے درجۂ کمال تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پہنچایا اور آپؐ نے ہر اُس صفت سے بڑا حصہ پایا ہے جو صفات اس آیتِ کریمہ میں بیان ہوئی ہیں۔

پھر فرمایا: اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ جو چیز اچھی ہے اس کے ساتھ بُری چیزوں کا دفاع کرو۔ یعنی جب بھی کوئی تمہارے ساتھ برائی سے پیش آئے اُس کے بدلہ میں نرمی سے پیش آؤ اور نیکی کی بات کرو۔ تبلیغ میں انسان کو اس چیز سے روزمرّہ واسطہ پڑتا ہے اور انسان روزمرّہ ایسے دشمنوں کی باتیں سنتا ہے جن کو پیار اور محبت سے سچائی کی طرف بلایا جا رہا ہے لیکن وہ آگے سے بیہودہ بات کرتے ہیں، سخت کلامی سے پیش آتے ہیں، تمسخر سے پیش آتے ہیں اور جہاں جہاں ممکن ہو وہاں وہ جبر اور تشدد سے بھی پیش آتے ہیں، قتل کے بھی درپے ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے مدّمقابل سے ہر انسان کو جو دعوت الی اللہ کرنے والا ہے زندگی کے مختلف حصوں میں واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ فرمایا: یاد رکھو۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ یعنی احسن بات سے دفاع کرنا ہے۔ یہاں تو سَيِّئَة کا لفظ نہیں لیکن دوسری آیاتِ کریمہ میں سَيِّئَة کا ذکر ہے، یہاں بعض باتیں عمداً چھوڑی گئی ہیں اس سے مضمون میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ جب بھی تبلیغ کرنے نکلو اچھی بات تلاش کرو، دلائل میں سے بھی بہترین دلائل چنو، طرز بھی وہ اختیار کرو جو سب سے اچھی نظر آئے جسمیں کشش پائی جائے۔ اور جب برائی دیکھو تو اُسے حُسن کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کرو۔ یہ صفات اگر تم میں آجائیں تو پھر تم دشمن کو دوست میں بدلنے کی اہلیت حاصل کر لو گے اور فرمایا جو مؤمن صبر کرتے ہیں انہیں ضرور یہ صفات ملتی ہیں اور اُن کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ لیکن ان تمام خوبیوں میں سے سب سے زیادہ شاندار حصہ اگر کسی کو ملا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ وہ ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ تھے۔ بدی کا جواب حُسن سے دینے میں اور موزوں کلام کیلئے بہترین انتخاب کرنے کے لحاظ سے آپؐ سے بہتر کبھی دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصائح احادیث میں پڑھیں۔ آپؐ کے طرزِ بیان کو دیکھیں تو دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ 1400 سال سے اوپر گزر گئے جب وہ باتیں

کہی گئی تھیں مگر آج بھی زندہ ہیں۔ وہ سادہ سا کلام ایسی عجیب چمک اور ایسی شان رکھتا ہے کہ آنکھوں کو چُندھیا دینے والا ہے۔ ایسا جذب رکھتا ہے کہ دِل بے ساختہ اس طرف کھِچا چلا آتا ہے۔

دوست اور دشمن ہر ایک سے تبلیغی رابطہ رکھیں

پس یہ نصیحت ہو رہی ہے کہ جب تم تبلیغ کے میدان میں نکلو تو صبر کرو۔ صبر کے بغیر تو گزارا ہو نا ہی نہیں مگر اس سے آگے قدم بڑھاؤ اور اس کی پیروی کرو جسے حظِ عظیم عطا ہؤا تھا، جس کو تبلیغ کی ہر شان اپنے پورے عروج کے ساتھ عطا کی گئی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسوہ پر اگر چلنا ہے تو پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ چھوٹے بڑے ہر قسم کے شخص سے تبلیغی رابطہ رکھنا ہے خواہ وہ بظاہر نرم مزاج کا ہو یا سخت مزاج کا ہو۔ بڑے سے بڑا دشمن بھی ہو تو اس تک بھی بات پہنچانی ضروری ہے اور بغیر خوف کے اُسے بات پہنچانی ہے۔ یہ بات یاد رکھتے ہوئے اُسے بات پہنچانی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بڑے سے بڑے دشمن تک بھی حق بات پہنچاتے تھے اور بے خوف ہو کر پہنچاتے تھے۔ ابوجہل آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے معاندین میں چوٹی کا معاند مشہور ہے۔ جب بھی آنحضورؐ کے دشمنوں کی بات کرتے ہیں تو ابوجہل کا نام سب سے پہلے ذہن میں ابھرتا ہے اور دنیائے اسلام میں کسی اور دشمن کا نام معروف ہو یا نہ ہو لیکن اسلامی دنیا میں مشرق سے مغرب تک دشمن کا ایک نام ایسا ہے جو ہر مسلمان کو معلوم ہے اور وہ ابوجہل کا نام ہے۔ ایسا شدید معاند تھا ابوجہل لیکن ایک مرتبہ ایک شخص فریاد لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوجہل نے میرا کچھ قرض دینا ہے اور وہ دیتا نہیں۔ آپؐ نے حلف الفضول کیا ہؤا ہے۔ آپؐ نے ایک زمانہ میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب بھی کسی غریب اور بیکس کو مدد کی ضرورت ہو گی آپ آگے آئیں گے۔ مَیں اس حلف الفضول کا حوالہ دیتا ہوں۔ آئیے میری مدد کریں۔ ایک لفظ کہے بغیر، ذرا سے تردّد کے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھ کر اس سمت روانہ ہوگئے جہاں ابوجہل کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہو گا۔ وہ کہیں مجلسیں لگایا کرتا تھا پس آپؐ اٹھ کر انہی مجالس کی طرف چل پڑے اور جا کر سیدھا ابوجہل کو مخاطب کر کے کہا کہ اے فلاں! یہ شخص ہے اس کے تو نے اتنے پیسے دینے ہیں۔ ٹال مٹول کرتے ہوئے بہت لمبا عرصہ ہو گیا ہے اب اسے ادا کرو اور اس نے بغیر اعتراض کے، بغیر تردّد کے، بغیر بہانے کے اُسی وقت اسی رقم کی ادائیگی کیلئے احکام جاری کئے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے تو اس کے ساتھیوں نے اُسے شرمندہ کیا، اُسے ذلیل کیا کہ تم کیسے دشمن ہو۔ ہمیں تو اس شخص کی مخالفت میں ایسا بھڑکاتے ہو کہ آگ لگا دیتے ہو۔ آج وہ آیا ہے اور اس نے تم سے ایک بات کی ہے لیکن تمہاری مجال نہیں تھی کہ اس کا انکار کر سکو تم نے وہیں تابع فرمان کی طرح اس کی بات پر عمل کرا دیا۔ ابوجہل نے کہا کہ تم نے وہ نہیں دیکھا جو مَیں نے دیکھا ہے۔ عام حالات ہوتے تو مَیں اس شخص سے وہی سلوک کرتا جیسا مَیں ہمیشہ کرتا ہوں مگر جب یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ اس شخص کا حق ادا کرو اور میرے دل میں بغاوت کے جذبات اٹھ رہے تھے تو اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ جیسے دو مست اونٹ ہوں اور مجھ پر حملے کیلئے تیار کھڑے ہوں۔ ان کے منہ سے جھاگیں بہہ رہی ہوں۔ اگر مَیں انکار کرتا تو مجھے نظر آ رہا تھا کہ یہ اونٹ مجھ پر پل پڑیں گے۔ یہ کیا واقعہ ہوا؟ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید کا جو وعدہ ہے اور جس کے مطابق وہ اپنے غلاموں کے حق میں نشان دکھاتا ہے یہ اسکی ایک مثال ہے۔ ابوجہل جیسے دشمن سے واسطہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم محض خدا کی خاطر، ایفائے عہد کی خاطر ہر قسم کے جسمانی اور جانی خطرے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی طرف چل پڑے تھے۔ اللہ نے اس کی ایسی قدر فرمائی کہ کشفاً ابوجہل کو دو اونٹ دکھائے جو مست اونٹ تھے اور اس حالت میں تھے جیسے حملے کیلئے تیار بیٹھے ہوں۔ یہ جو کیفیت ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کشف اور الہام بھی مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ بعض کشوف مخالفانہ کشوف ہوتے ہیں اور بعض کشوف موافقانہ کشوف ہوتے ہیں۔ نیک اور بد کی تمیز کشفوں کی اور الہاموں کی کیفیات سے بھی پتہ چلتی ہے۔ پس ابوجہل کا جو یہ کشف تھا یہ خود اس کے خلاف کشف تھا اسکی تائید میں کشف نہیں تھا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تائید میں کشف تھا لیکن دکھایا ابوجہل کو گیا مگر یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی جب خدا کی خاطر ایک بندے نے ہر قسم کی قربانی کا فیصلہ کر لیا اور بظاہر اپنی ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں سے کئے۔ ایک ایسے دشمن کے سامنے بے دھڑک چلے جانا ایسی ہی بات ہے جیسے شیر کی غار میں انسان داخل ہو جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضورؐ بغیر کسی ساتھی کو لئے، بغیر کسی محافظ کو لئے اُٹھ کر چل پڑتے ہیں اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے اس جذبہ کی قدر فرمائی اس لئے آپؐ کو بچایا۔ پس یہ ہے وہ عظیم حصّہ جو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہر خلق میں عطا ہوا ہے اور آپ کو بھی ہر خلق میں سے کچھ نہ کچھ آنحضورؐ سے حصّہ لینا ہو گا۔ آنحضورؐ نے تو ہر خلق میں سے حصّۂ عظیم لے لیا ہے لیکن جو حصّے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی اتنے ہیں کہ سارے مسلمانوں میں تقسیم ہو جائیں تب بھی ختم نہ ہوں اور جو حصّے آنحضورؐ نے اپنائے ہیں اصل میں تو اپنانے والے حصّے وہی ہیں۔ خُلقِ عظیم میں سے جو حصّے آپؐ نے اپنائے ہیں انکی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

مَیں نے ابھی یہ بات کی ہے کہ جو حصّے چھوڑے ہیں وہی مسلمانوں میں تقسیم ہو جائیں تو ختم نہ ہوں۔ یہ فقرہ ایسا ہے جو اکثر لوگوں کو سنتے ہی سمجھ نہیں آئے گا اس لئے کچھ وضاحت کرنی پڑے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ مکارم الاخلاق پر فائز کئے گئے تھے۔ اخلاق کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کچھ چھوٹی چھوٹی قسمیں ہیں۔ کچھ بہت اعلیٰ درجے کی قسمیں ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق جب یہ فرمایا کہ آپؐ نے حصّہ لیا ہے تو یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ بعض اخلاق چھوڑ دیئے ہیں، بعض لے لئے ہیں۔ اس کی وضاحت ضروری ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر چیز میں سے وہ حصّہ لیا جو سب سے زیادہ اعلیٰ درجے کا حصّہ تھا اور اس کا اختیار کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا۔ حیاء میں سے وہ حصّہ لیا جو سب سے زیادہ اعلیٰ پائے کا تھا اور جسے اختیار کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا۔ ایثار میں سے وہ حصّہ لیا جو اس سے پہلے کسی اور کو نصیب نہیں ہؤا تھا۔ صبر میں سے وہ حصّہ لیا جس کی کوئی اور مثال دنیا میں دکھائی نہیں دیتی تو حظِّ عظیم کہہ کر یہ نہیں فرمایا کہ بعض اخلاق میں آپ پیچھے رہ گئے، کچھ کو اختیار کر لیا اور کچھ چھوڑ دیئے۔ حظِّ عظیم میں عظیم کا لفظ بتا رہا ہے کہ سب سے بالا، سب سے شاندار اخلاق کو آپؐ نے اپنا لیا اور جو چھوڑ دیئے ہیں وہ عام لوگوں کے اخلاق سنوارنے کیلئے بھی کافی ہیں۔ وہ ایسے اخلاق ہیں کہ جنہیں عام طور پر کوئی اختیار کرے تو ان کی وجہ سے ہی وہ بہت خلیق اور اعلیٰ اخلاق کے انسان کے طور پر دنیا میں شہرت پا لے۔ پس یہ بات تو صحیح ہے کہ باقی اخلاق بھی اگر مسلمان اپنا لیں تو وہ بھی اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا میں داخل ہو جائیں مگر ہمارے سپرد جو کام ہے وہ بہت عظیم ہے۔ اس لئے ہمیں عام اخلاق سے بڑھ کر وہ حصّہ جو محمد رسول اللہؐ نے اپنے لئے چُنا ہے اس میں سے بھی کچھ آپؐ سے مانگنا چاہیئے اور اس میں سے بھی کچھ اپنے لئے اختیار کرنا چاہیئے یہ وہ مضمون ہے جسے اگر آپ اچھی طرح سمجھ جائیں تو آپ کی دعوت الی اللہ کا کام

مشکل ہونے کی بجائے آسان ہو جائے گا، مصیبت بننے کی بجائے ایک راحت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ساری زندگی آپ اس کام میں لگے رہیں کبھی آپ نہیں تھکیں گے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آخری سانس تک اس کام سے نہیں تھکے۔ آپ کو اس تکلیف میں جو اِس راہ میں آپ اٹھاتے ہیں راحت ملے گی۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اس تکلیف میں راحت ملا کرتی تھی جو آپؐ اس راہ میں اُٹھاتے تھے۔

حظِ عظیم سے حصّہ پائے بغیر ہمارا کام آسان نہیں ہوگا

پس حظِ عظیم کی طرف توجہ کریں ہمارے سپرد جو کام ہے وہ اتنا بڑا اور اتنا مشکل ہے کہ اس کے بغیر یہ مشکل ہمارے لئے آسان نہیں ہوگی۔ اب تک جو مَیں دیکھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ بہت ہی کم ہیں جنہوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ اس طرف توجہ کی ہے۔ اور جماعتوں میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو جذبہ تو رکھتے ہیں لیکن ان کو ان کے نظام نے نہ تو باقاعدہ بچّے کی طرح تربیت کرتے ہوئے اپنایا اور طریقہ سکھایا ہے کہ کیسے تبلیغ کرنی ہے اور نہ اُن میں یہ استعداد ہے کہ وہ از خود دعوت الی اللہ کا کام کر سکیں۔ پس بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داعیین الی اللہ بن سکتے تھے لیکن نہیں بن سکے۔ اس سلسلہ میں مَیں انشاءاللہ آئندہ خطبہ میں امراء کو نصیحت کروں گا۔ یہ انفرادی طور پر نصیحتیں ہیں جو جماعت کے ہر فرد سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جو نصیحت سُنتے ہیں، نصیحت پر عمل کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے مربّی کی ضرورت ہوتی ہے اور مربّیوں کیلئے پھر باقاعدہ ایک نظام کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ نظام کے تابع ایسے مربّی ہوں جو اُن بندوں تک پہنچیں، ان کی تربیت کریں اُن کو ادنیٰ سے اعلیٰ مقامات تک پہنچائیں۔ پس دونوں طرف باقاعدہ نگرانی کرنی ہوگی۔ کتنے احمدی ہیں جو خطبات کے اثر سے واقعۃً داعی اِلی اللہ بن گئے ہیں۔ کتنے ہیں جن کے اندر تمنائیں پیدا ہوئی ہیں لیکن وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں۔ کتنی جماعتیں ہیں جہاں تبلیغ کے نتیجہ میں نمایاں طور پر کثرت سے لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ کتنی ہیں جہاں شاید تبلیغ ہو رہی ہے لیکن اثر کوئی نہیں ہو رہا۔ اگر آپ جماعتوں کے حالات کو CATAGORIES کے طور پر تقسیم کرنا شروع کریں تو آپ کو بہت سے ایسے گروہ ملیں گے جن کی طرف نظام جماعت کو باقاعدہ توجہ کرنی ہوگی۔ اگر وہ نہیں کریں گے تو وہ گروہ ضائع ہو جائیں گے۔ ان کے اندر ذاتی طور پر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو عمل میں ڈھال سکیں۔ پس بہت سے کام ہیں جو نظامِ جماعت کو کرنے ہیں۔ بہت سے کام ہیں جو انفرادی ہیں لیکن امیرِ جماعت کی ذمّہ داری ہے کہ وہ نظر رکھے کہ کتنے افراد ان انفرادی پروگراموں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ ایک دفعہ کہہ کر غافل ہو جاتا ہے تو اُس نے اپنی امارت کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ اس کے لئے بھی صبر کا مضمون ہے اور نصیحت کرنے والے کو سب سے زیادہ صبر میں سے حصّہ لینا چاہیئے۔ یہ مضمون بھی مَیں نے اسی آیتِ کریمہ سے سیکھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو یہ فرمایا کہ وہ حظِ عظیم رکھنے والا انسان ہے تو پہلے صابرین کا ذکر کر دیا تھا اسمیں ایک بہت راز ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ صابر بنانے والا جس نے اپنے ساتھیوں کو ایسا صابر بنا دیا کہ خدا بڑے پیار سے ان کا ذکر کر رہا ہے وہ خود کتنے بڑے صبر والا ہوگا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جو خود صبر والا ہو وہی دوسرے کو صابر بنا سکتا ہے۔ جس میں آپ صبر نہ ہو وہ کسی کو صبر کی تلقین نہیں کر سکتا۔ اسی لئے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صبر کا اندازہ کرو، آپؐ نے صبر کا کتنا بڑا حصّہ پایا ہوگا۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا جتنے ایمان والے صابر تم دیکھ رہے ہو یہ محمد مصطفیٰؐ کی کوششوں کا ہی پھل ہیں۔ اُنہی کے اخلاق کی خیرات کا یہ کرشمہ ہے کہ اتنے صبر کرنے والے پیدا ہوئے ہیں۔ پس تم بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے در سے صبر کی خیرات حاصل کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تمہیں عظیم تبدیلیاں پیدا کرنے کی طاقت عطا ہوگی اور تم واقعۃً وہ کام کر دکھاؤ گے جو بظاہر ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ پس فرانس ہو یا جرمنی ہو یا ہالینڈ ہو یا دنیا کا کوئی اور ملک، ہر ملک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ملک ہے کیونکہ آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہر ملک کی جماعت کے افراد کا اوّلین فرض ہے کہ جس ملک میں رہتے ہیں، جس ملک کا نمک کھاتے ہیں، جس ملک کا پانی پیتے ہیں اس کے باشندوں کی طرف بھرپور توجہ کریں اور ان میں سے لیڈری کی صفات والے لوگ چُنیں خواہ وہ دشمنی میں آگے بڑھے ہوئے ہوں اگر وہ ہمّت اور صبر اور اخلاقِ محمدی کیساتھ ان کو تبلیغ کریں گے تو مَیں یقین دلاتا ہوں کہ انہی دشمنوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین پر جان نچھاور کرنے والے دوست پیدا ہو جائیں گے۔ خدا کرے کہ فرانس کی جماعت کو فرانس میں اور دیگر ملکوں کی جماعتوں کو دیگر ملکوں میں یہ روحانی انقلاب برپا کرنے کی توفیق عطا ہو۔

مسیحا آگیا

مغرب سے آئی ہے ہوا — پیغام لائی ہے صبا
منبر پہ اِک مردِ* خدا — دنیا کو دیتا ہے صدا
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

وہ مہدئ آخر زماں — تھا منتظر جس کا جہاں
مہبط ہے اس کا قادیاں — دیں کا وہی ہے رہنما
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

شمس و قمر کی روشنی — اس کے لئے گہنا گئی
پورا ہوا قولِ نبیؐ — خود آسماں نے یہ کہا
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

مہدی بھی وہ عیسیٰ بھی وہ — ایمن بھی وہ موسیٰ بھی وہ
بندہ بھی وہ مولا بھی وہ — سُن لو یہ پیغام خدا
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

مُردے بھی اب جینے لگے — جام شفا پینے لگے
چاکِ حرم سینے لگے — یہ بھی ہوا اِک معجزہ
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

اے دل کے بیمارو چلو — اے درد کے مارو چلو
لینے دوا یارو چلو — دی ابنِ مریم نے صدا
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

دُنیا لگی ہے جاگنے — باطِل لگا ہے بھاگنے
سازِ عجم کے راگ نے — دُنیا کو دیوانہ کیا
لوگو! مسیحا آگیا لوگو! مسیحا آگیا

* مردِ خدا "MAN OF GOD"

(قمر اجنالوی)

شہنشاہِ کائنات ﷺ

عکسِ آئینۂ صفات ہیں آپؐ — حق تو یہ ہے کہ حسنِ ذات ہیں آپؐ

قولِ لولاک اِس پہ شاہد ہے — وجہہ تکوینِ کائنات ہیں آپؐ

حق کے انوار کا ہیں آئینہ — مہبطِ کل تجلّیات ہیں آپؐ

محورِ جلوۂ جمالیّات — مرکزِ حُسنِ کلّیات ہیں آپؐ

ہر نبی آپؐ کے جِلو میں ہے — گویا نبیوں کی اک برات ہیں آپؐ

ہر نبی آپؐ میں ہُوا مُدغم — سب کا مجموعۂ صفات ہیں آپؐ

مظہرِ ذوالجلالِ والاِکرام — جلوۂ کُلِ جمالیات ہیں آپؐ

اک نذیرِ برائے انذارات — اک بشیرِ مبشّرات ہیں آپؐ

آپؐ کی بات ہے حدیثِ ذات — کلمۂ حق کی ایک بات ہیں آپؐ

حق تعالیٰ کے ظلِّ کامل ہیں — ایک تفسیرِ محکمات ہیں آپؐ

خاتم الانبیاء ہے جن کا لقب — وہ شہنشاہِ کائنات ہیں آپؐ

حق تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہیں — حق تعالیٰ کا اسمِ ذات ہیں آپؐ

زند در گور رسم شد در گور — مُحسنِ عالمِ بنات ہیں آپؐ

ہر جہت آپؐ کے ہے زیرِ نگیں — مالک الملکِ شش جہات ہیں آپؐ

حل کئے کل بھی عقدہ ہائے لاینحل — آج بھی حلِّ مشکلات ہیں آپؐ

قیس مینائی کے ہیں روحِ رواں — قیس مینائی کی حیات ہیں آپؐ

قیس مینائی نجیب آبادی

تربیتِ اولاد سے متعلق

والدین کی ذمہ داریاں

محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم، سابق مشنری انچارج جرمنی

ذیل کا مضمون اس موضوع پر محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم کے ایک بہت تفصیلی مقالہ سے ماخوذ ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم "اخبار احمدیہ" کے محدود حجم کے پیشِ نظر پورا مقالہ ہدیہ قارئین کرنے سے قاصر ہیں (ادارہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے مطابق انسان کو بہتر سے بہتر طاقتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسی اصول کے مطابق عموماً ہر انسان کی یہ فطرتی خواہش ہے کہ اس کی اولاد صالح اور نیک ہو تاہم صرف خواہش سے مقصد کو حاصل نہیں کیا جاسکتا اس لئے انسان کو ایک دوسری آیت قرآنی لقد خلقنا الانسان فی کبد کی تعمیل میں محنت اور مشقت سے کام لینا ہوگا۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کے لئے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنیادی ہدایت ان الفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

تنکح المرءۃ لاربع لمالها ولحسبها ولجما
لها ولدينها فاظفر بذات الدين

یعنی بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مال و دولت کی وجہ سے بیوی کا انتخاب کرتے ہیں۔ بعض حسب و نسب پر اپنے انتخاب کی بنیاد رکھتے ہیں۔ بعض عورت کے حسن و جمال کو دیکھتے ہیں اور بعض دین اور اخلاق کے پہلو کو مقدم کرتے ہیں مگر اے اسلام کے فرزند جس نے اپنی قسمت میرے ساتھ وابستہ کی ہے تو ہمیشہ اخلاق اور دین کے پہلو کو مقدم کیا کر ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔

صالح اور نیک اولاد کے حصول کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ ماں کا جو اثر اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ہوتا ہے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ قمر الانبیا حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں "حق یہ ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے نیک ماں سے بڑھ کر آج تک زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی مشین ایجاد نہیں ہوئی" اور جیسا کہ اس حدیث (مذکورہ بالا) میں اشارہ کیا گیا ہے ماں کا اثر اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اسلام کا یہ کمال ہے کہ اس نے جڑھ پر ہاتھ رکھ کر اولاد کی تربیت کا انتظام اس وقت سے شروع کیا ہے جب کہ اولاد کا وجود تک نہیں ہوتا اور حکم دیا ہے کہ اگر نیک اولاد حاصل کرنا چاہتے ہو تو اولاد سے پیدا ہونے سے بھی پہلے اولاد پیدا کرنے والی ماں کا فکر کرو اور بیوی کا انتخاب کرتے ہوئے ایسی عورت کے ساتھ رشتہ جوڑو جو دیندار ہو اور با اخلاق ہو ورنہ تمہارے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔ اس ارشاد میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ قطع نظر اس کے کہ جس طرح اچھی زمین اور اچھے کھیت کا اثر طبعی رنگ میں فصل پر پڑتا ہے اسی طرح اچھی ماں کا نسلی اثر اولاد کے اخلاق و عادات پر بھی طبعی رنگ میں پڑتا ہے۔ نیک مائیں اولاد پیدا ہونے کے بعد ان کی عملی تربیت میں بھی بہت بھاری اثر رکھتی ہیں۔ بے شک اولاد کی تربیت میں باپ کا بھی کافی دخل ہوتا ہے مگر اس دخل کو اس عظیم الشان اثر سے کوئی نسبت نہیں جو ماں کو حاصل ہے۔ بچّہ بچپن میں ماں کی چھاتیوں سے کا دودھ پیتا ہے اس کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ دن رات اس کے پاس گزارتا ہے۔ اپنی ہر بات اس سے کہتا اپنی ہر ضرورت اس سے بیان کرتا، ہر اُمر میں اس کا مشورہ ڈھونڈتا، اس کی محبت کی باتوں کو سنتا، اس کی ڈانٹ ڈپٹ پر بھی اس سے چمٹتا، اس کے ہر عمل کو دیکھتا اور اس کے ہر قول پر کان دھرتا ہے۔ الغرض اس کے وجود کا ایک حصّہ بن جاتا ہے۔ اس چوبیس گھنٹے کے گہرے جوڑ کے مقابل پر باپ کا گاہے گاہے کا واسطہ (جو وہ بھی اکثر خشک رنگ کا ہوتا ہے) گویا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اولاد کے لئے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر ماں نیک ہو تو اس کی دن رات کی صحبت اولاد کو سیدھا جنت میں پہنچا دیتی ہے۔

(بحوالہ جماعتی تربیت اور اس کے اصول ص ۸-۷)

دیندار اور با اخلاق عورت سے شادی کرنے کے بعد دوسری بنیادی ہدایت جو قرآن کریم سے صالح اولاد کے حصول کے لئے ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صالح اولاد عطا فرمائے۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ملت اور دین کو سب سے بہتر قرار دے کر اس کی پیروی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

ومن احسن دينا ممّن اسلم وجهه لله وهو
محسن وّاتّبع ملّة ابراهيم حنيفا

یعنی اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے خوب

اچھی طرح عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور ابراہیم کے دین کی جو سلامت رو تھے پیروی اختیار کی۔ (سورۃ النساء آیت ۱۲۶)

بلکہ اور تو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق اختیار کرنے کا بذریعہ وحی ارشاد فرمایا

ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا

یعنی اور اے رسول ہم نے تجھے وحی کے ذریعہ سے حکم دیا ہے کہ ہماری کامل فرمانبرداری پر ہمیشہ قائم رہنے والے ابراہیم کے طریق کی پیروی کر۔ (سورۃ النحل آیت ۱۲۴)

اور صالح اولاد کے حصول کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریق قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی

رب ھب لی من الصّلحین

یعنی اے میرے رب! مجھے نیکو کار اولاد بخش (سورۃ الصّفت آیت ۱۰۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسی طریق کی پیروی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح اولاد کے حصول کے لئے خاوند اور بیوی دونوں کو خلوت یعنی اپنے مخصوص تعلق کے وقت اس دُعا کے مانگنے کا ارشاد فرمایا:

اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا

یعنی اے ہمارے خدا جس کے ہاتھ میں تمام قدر خیر وشر کی کنجی ہے تو نہ صرف ہمیں شیطانی خیالات اور شیطانی اعمال سے بچا بلکہ جو اولاد تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو میاں بیوی اپنے خلوت کے اوقات میں پاک نیت کے ساتھ یہ دُعا مانگیں گے اور انہیں اس خلوت کے نتیجہ میں کوئی اولاد حاصل ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو مسِّ شیطانی سے بچائے گا سوائے اس کے کہ کوئی بچہ کسی خارجی اثر کے ماتحت خود شیطان کا چیلہ بن جائے۔ ظاہر ہے کہ میاں بیوی کی خلوت کا وقت جنسی شہوات کے غیر معمولی زور کا وقت ہوتا ہے لہٰذا اس میں کیا شبہ ہے کہ جو مرد و عورت ایسے وقت میں بھی خدائے قدوس کو یاد کرتے اور اس کی جانب سے طہارت اور پاکیزگی کے طالب ہوتے ہیں ان کی اولاد لازماً ان کی اس غیر معمولی نیکی اور اس دردمندانہ دُعا سے حصّہ پاتی ہے۔ پس اپنی اولاد کو نیک دیکھنے والوں کے لئے یہ دُعا بھی ایک لطیف اور آسان ذریعہ ہے جو ہمارے آقاؐ نے بیان فرمایا ہے اور یہ محض خوش عقیدگی کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ دنیا کا نفسیاتی تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ مرد و عورت کے خلوت کے وقت کے جذبات سے اولاد ضرور متاثر ہوتی ہے مگر بہت کم ہیں جو ان پُرحکمت ہدایتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صـ۱۱-۱۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صالح اولاد کے حصول کی دُعا کر کے اولاد عطا ہونے پر اپنی پہلی دُعا پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ متواتر دُعا کا سلسلہ جاری رکھا اور قرآن کریم نے ان کی دُعاؤں کو محفوظ کر کے ہمیں ان کے نمونہ پر اولاد کے لئے متواتر دُعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً آپ نے یہ دُعائیں کیں۔

۱۔ رب اجعل ھذا البلد اٰمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام

یعنی اے میرے رب اس شہر (یعنی مکّہ) کو امن والی جگہ بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دور رکھ کہ ہم معبودان باطلہ کی پرستش کریں۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۳۶)

۲۔ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء

یعنی اے میرے رب مجھے اور میری اولاد میں سے ہر ایک کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔ اے ہمارے رب ہم پر فضل کر اور میری دُعا قبول فرما۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۱)

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ
مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک
انت التواب الرحیم (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۹)

یعنی اے ہمارے رب اور ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ ہم دونوں (ابراہیم و اسماعیل) کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے مناسب حال عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف اپنے فضل کے ساتھ توجہ فرما یقیناً تو اپنے بندوں کی طرف بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

والد کی دُعا اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثلاث دعوات مستجابات لاشک فیھن دعوۃ
الوالد ودعوۃ المسافر ودعوۃ المظلوم

یعنی تین دُعائیں مقبول ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے ◎ والد کی دُعا ◎ مسافر کی دُعا ◎ مظلوم کی دُعا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولاد کے لئے دُعا کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصّہ دار بنانا چاہتا ہے ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔۔۔۔"

"جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دُعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دُعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دُعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ میں التزاماً چند دُعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

◎ — اپنے نفس کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ خدا کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزّت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

◎ — پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ اُن سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

◎ — پھر اپنے بچوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

◎ — پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔

اور پھر اُن سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم اُنہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵-۴)

ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا :۔

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور کوشش کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو"۔

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

قرآن کریم میں عباد الرحمان۔ خدائے رحمان کے بندوں کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کے لئے دُعا مانگتے ہیں۔

والّذین یقولون ربّنا ھب لنا من ازواجنا وذرّیّتنا قرّۃ اعین واجعلنا للمتّقین اماما

یعنی اور وہ لوگ بھی رحمٰن کے بندے ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ (سورۃ الفرقان آیت ۷۵)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہمیشہ اپنی آئندہ نسل کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دُعائیں کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نور ایمان جو ان کے پاک دلوں میں پایا جاتا ہے صرف ان کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ قیامت تک چلتا چلا جائے اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہ آئے جس میں ان کی اولاد یا اُن کے متّبع اور شاگرد دنیاداری کی طرف مائل ہو جائیں اور خدا اور رسول کے احکام پر دنیا کو مقدم کرلیں قرآن کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ کان یأمر اھلہ بالصلوۃ والزکوۃ (سورۃ مریم آیت ۵۶) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کرتے تھے تاکہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں ہمیشہ قائم رہے اور ہمیشہ کے لئے نماز اور زکوۃ کا سلسلہ جاری رہے اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتا رہے اور خود ان کا معلم بنے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ ہمیشہ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرتے رہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۶-۵۹۵)

یہ دُعا کا مضمون نامکمل رہے گا جب تک اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم میں سکھلائی گئی جامع دُعا کو بیان نہ کیا جائے اور وہ دُعا یہ ہے۔

ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰہ واصلح لی فی ذرّیّتی انّی تبت الیک وانّی من المسلمین (سورۃ الاحقاف آیت ۱۶)

یعنی اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں ہوں۔

اس دُعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں فرماتا ہے۔

اولٰٓئک الّذین نتقبّل عنھم احسن ما عملوا ونتجاوز عن سیّاٰتھم فی اصحب الجنّۃ وعد الصّدق الّذی کانوا یوعدون

یعنی جو لوگ ایسا کریں گے وہی لوگ ایسے ہوں گے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کریں گے اور ان کی بدیوں سے ہم درگذر کریں گے۔ یہ لوگ جنت میں جائیں گے یہ ایک سچا وعدہ ہے جو شروع پیدائش آدم سے مومنوں سے کیا جا رہا ہے (سورۃ الاحقاف آیت ۱۷)

لہذا ہمیں (ہر والد اور ہر والدہ کو) ابراہیمی طریق کی متابعت میں اپنی اولاد کے لئے ہمیشہ تواتر سے دُعائیں کرتے رہنا چاہیئے تاہم جیسے صرف خواہش سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح دُعاؤں کی قبولیت کیلئے بھی ظاہری تدابیر اور کماحقہ کوششوں کو بروئے کار لانا ضروری ہے اور تربیت اولاد کے لئے دُعا کے ساتھ بچّے کی پیدائش پر پہلا ضروری حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا ہے کہ

"جب کسی کے گھر میں کوئی بچّہ پیدا ہو (خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو) تو اس کے جسم کی صفائی کے بعد اس کے کانوں میں اسلامی اذان کے الفاظ دُہرانے چاہئیں۔ یعنی بچّے کے کان کے ساتھ منہ لگا کر یہ الفاظ کہنے چاہئیں کہ :۔

اللہ اکبر (چار دفعہ) اشھد ان لا الٰہ الا اللہ (دو دفعہ) اشھد ان محمداً رسول اللہ (دو دفعہ) حیّ علی الصلوۃ (دو دفعہ) حیّ علی الفلاح (دو دفعہ) پھر اللہ اکبر (دو دفعہ) اور پھر لا الٰہ الا اللہ (ایک دفعہ)"۔

یہ وہ مبارک اور جامع الفاظ ہیں جن میں اسلام کی تعلیم کا گویا ایک مکمل خلاصہ آجاتا ہے اور ولادت کے معاً بعد بچوں کے کان سے منہ لگا کر ان الفاظ کا تکرار کے ساتھ دُہرانے میں یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ بچوں کو صرف ایک دفعہ نصیحت کرنا ہی کافی ہے بلکہ ان کے دلوں میں اسلام کی تعلیم کا پختہ نقش پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیک نصیحتوں کو بار بار دہرایا جائے اور پاک خیالات کو ان کے دل و دماغ کے سامنے کثرت اور تکرار کے ساتھ لایا جائے۔ اور پھر اس زرّین ہدایت میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ بچّے کے پیدا ہوتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جانی چاہیئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ بچّہ تو ابھی چھوٹا ہے جب بڑا ہو گا تو اسے سمجھا لیں گے بلکہ ضروری ہے کہ

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده ونصلي على رسوله الكريم

MIRZA TAHIR AHMAD
HEAD OF THE AHMADIYYA COMMUNITY
IN ISLAM

16 Gressenhall Road,
London SW18 5QL, England.

23 August 1992

Mr. Abdullah Wagishauser,
Amir,
Jamaat Ahmadiyya,
Germany.

Dear Amir Sahib,

Assalamo Alaikum, Wa-Rahmatullahe, Wa-Barakatuhu,

Deeply grieved at the most tragic news of Masood Ahmad Jhelmi's sudden demise.

انا لله وانا اليه راجعون ۔

He was a true and loyal servant of Ahmadiyya Jamaat and entirely dedicated to the cause. Although he served the Ahmadiyya Jamaat in different capacities in different countries but his services to Germany and the Jamaat of Germany will always remain outstanding. Even during the extreme trying moment of his terminal illness, he kept putting all he had into the service of such helpless immigrant Ahmadis as needed extra care. Despite his worsening illness, he kept advising Mujeeb-ur-Rehman Sahib regarding the best course of action and I must pay attribute to his wisdom at time his advice was extremely brilliant. Jamaat Germany has lost a great servant and a great friend. I offer my deep condolence not only to you and to his bereaved wife and children but also through you to the members of the entire Jamaat of Germany who ~~had~~ have missed a great benefactor and a dedicated servant in the ~~name~~ cause of Allah.

Allah bless him and grant him eternal peace with Him and take care of his bereaved family and all those who needed his help.

Wassalam,

Yours sincerely

M T Ahmad

MIRZA TAHIR AHMAD

Copy: Mrs. Masood Ahmad Jhelmi and children.
Mr. Sharif Khalid.

محترم مسعود احمد صاحب جہلمی کی وفات پر حضور ایدہ اللہ کا تعزیتی مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لندن ۲۳ اگست ۹۲ء

بنام جناب عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت احمدیہ - جرمنی

پیارے امیر صاحب ! ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسعود احمد جہلمی صاحب کے اچانک وفات پا جانے کی المناک خبر بہت غم و اندوہ کا موجب ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حقیقی معنوں میں ایک سچے اور وفادار خادم تھے اور اس راہ میں انہوں نے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر رکھا تھا۔ اگرچہ مختلف حیثیتوں میں انہوں نے مختلف ملکوں میں جماعتی خدمات انجام دیں لیکن جرمنی اور جماعت احمدیہ جرمنی کے لیے ان کی خدمات کو ہمیشہ نمایاں حیثیت اور نمایاں مقام حاصل رہے گا۔ انہوں نے اپنی آخری اور جان لیوا بیماری کے انتہائی نازک لمحات میں بھی اپنے آپ کو ایسے بے سہارا احمدی نو آبادکاروں کی خدمت کے لیے ہمہ تن وقف کیے رکھا جو معمول سے بڑھ کر خبر گیری اور راہنمائی کے محتاج تھے۔ اپنی گرتی ہوئی صحت اور بگڑتی ہوئی بیماری کے باوجود وہ بہترین راہ عمل اور طریق کار اختیار کرنے سے متعلق مجیب الرحمٰن صاحب کو مسلسل مشورے دیتے اور ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ میرے نزدیک ان کی ذہانت و فطانت اس لحاظ سے لائق تحسین ہے کہ انہوں نے بروقت نہایت دانشمندانہ مشورے دئے۔ جماعت جرمنی ایک عظیم خادم اور ایک عظیم دوست سے محروم ہوگئی ہے۔ میں نہ صرف آپ سے اور نہ صرف مرحوم کی غمزدہ اہلیہ اور بچوں سے بلکہ آپ کی معرفت جرمنی کی ساری جماعت کے احباب سے دلی تعزیت کرتا ہوں۔ ان کا ایک عظیم محسن اور بہت لگن سے کام کرنے والا ایک حقیقی خادم ان کے درمیان سے اٹھ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے فضلوں کا مورد بنائے اور اپنی جناب میں انہیں دائمی سکینت و طمانیت سے نوازے اور ان کے غمزدہ خاندان کا حامی و ناصر ہو اور ان سب کا بھی حامی و ناصر ہو جن کو ابھی ان کی مدد اور تعاون کی ضرورت تھی۔ والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

نگران اخبار احمدیہ مکرم مسعود احمد جہلمی اور ایڈیٹر اخبار احمدیہ کی اپنے آقا کے ساتھ ایک یادگار تصویر

قرار دادِ تعزیّت

جماعت احمدیہ جرمنی کے جملہ ممبران محترم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ جرمنی و امام مسجد نور فرینکفرٹ کی المناک وفات پر گہرے رنج وغم اور دلی تعزیّت کا اظہار کرتے ہیں۔ محترم مولانا 23 ر اگست بروز اتوار صبح نو بجے کے قریب 58 سال کی عمر میں بعارضہ قلب انتقال فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محترم مسعود جہلمی صاحب ایک قدیمی اور ممتاز خادم سلسلہ تھے۔ آپ کو جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد 1961ء میں فرینکفرٹ میں پہلی احمدیہ مسجد "نور مسجد" کا پہلا پاکستانی امام ہونے کا خصوصی و تاریخی شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے پہلے دورِ امامت میں نور مسجد اور اس سے ملحق زمین پر بقیہ رہ جانے والے تعمیری اور آرائشی کام کو اپنی محنت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب اور ڈاکٹر عبد الہادی کیوی صاحب جیسے قیمتی جوہر آپ ہی کی تبلیغی کاوش کے نتیجہ میں حقیقی اسلام سے روشناس ہوئے۔

آپ نے جرمنی کے علاوہ ہالینڈ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ میں سالہا سال تک تبلیغ کا فریضہ نہایت کامیابی سے سرانجام دیا۔

مرکزِ سلسلہ میں قیام کے دوران آپ سیکرٹری نصرت جہاں، وکیل التبشیر، پرائیوٹ سیکرٹری اور قائد عمومی ممبر قضاء بورڈ ممبر مجلس کارپرداز جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ مرکز میں قیام کے دوران آپکو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر کے ہمراہ چین کے دورہ پر جانے کا اعزاز بھی حاصل ہُوا۔ اس طرح آپ کو چین کی سرزمین پر اِسلام کا پیغام پہنچانے کی بھی توفیق نصیب ہوئی

وفات کے وقت بھی آپ گذشتہ دو سال سے زائد عرصہ سے جرمنی میں مبلّغ اِسلام اور امام مسجد نور کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی ساری زندگی ہی خدمتِ دین کا فریضہ بجالانے میں گزری اور اس طرح آپ کو خدمت کا ایک شاندار ریکارڈ قائم کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے آخری سانس بھی اس حال میں لیا کہ آپ سلسلہ کا ایک بہت اہم کام کمال تندہی سے ادا کرنے میں مصروف تھے۔

گذشتہ چند سال سے آپ کو دِل کی تکلیف کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کے پیشِ نظر معمول سے زیادہ کام کرنیکی اجازت نہ تھی۔ لیکن آپ نے فرائض کی انجام دہی میں اس عارضہ کو کبھی حائل نہ ہونے دیا اور بالآخر کام کرتے کرتے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

محترم مولانا جہلمی صاحب کی وفات کا صدمہ ہم سب ممبرانِ جماعت احمدیہ کا مشترکہ صدمہ ہے۔ ہم اپنے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں نیز مرحوم کی بیگم صاحبہ، جملہ فرزندان، دختران اور آپ کے جملہ برادران و ہمشیرگان کی خدمت میں دلی تعزیّت کا اظہار کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے محترم جہلمی صاحب کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حامی و ناصر اور معین و مددگار ہو۔

شکریۂ احباب و درخواستِ دُعا

خاکسار کے شوہر مکرم مسعود احمد جہلمی کی وفات پر دنیا کے اکثر ممالک سے تعزیتی خطوط اور ٹیلی فون موصول ہوئے ہیں۔ ساری جماعت کے خواتین و احباب نے ہمارے اِس غم میں شریک ہوکر ہماری ڈھارس بندھائی ہے۔

خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انتہائی شفقت، ہمدردی اور پیار کا سلوک فرمایا اور ہمارے غم میں برابر کے شریک ہوئے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ، مکرم منصور احمد خانصاحب وکیل التبشیر، مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب، دنیا کے دیگر ممالک کے امراء کرام، مبلغین سلسلہ اور ممبرانِ جماعت، انجمنوں کے ناظران و وکلاء صاحبان کی طرف سے ٹیلی فون اور کثرت سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ مَیں فرداً فرداً جوابات دینے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اِس اعلان کے ذریعہ بھی مَیں اُن تمام احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ہمارے غم میں شریک ہوکر ہمیں حوصلہ دیا۔

جماعت جرمنی اور خصوصاً لجنہ اماء اللہ فرنکفرٹ کی مَیں انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اِس سانحہ کے موقعہ پر میرا پورا پورا ساتھ دیا اور نہ صرف میرے غم میں برابر شریک ہوئیں بلکہ تعزیت کیلئے آنیوالے بکثرت خواتین و احباب کی خدمت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اللہ تعالےٰ ان کو بہترین جزاء دے۔

تمام احباب میرے اور میرے بچوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالےٰ ہمارا حافظ و ناصر ہو اور نظامِ جماعت کی برکات سے ہمیشہ متمتع فرمائے۔ مکرم جہلمی صاحب مرحوم کے درجات بلند کرے اور اُن کو اپنے آقا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قُرب نصیب فرمائے۔ (آمین)

(مبارکہ جہلمی - اہلیہ مسعود احمد جہلمی مرحوم)

ایک کارگزار و وفاشعار خادمِ سلسلہ کی رحلت

مبلّغ جرمنی محترم جناب مسعود احمد صاحب جہلمی کا ذکرِ خیر

میرا ہمنام دوست اور وفاشعار خادم سلسلہ مسعود احمد (جہلمی) جو بفضل ایزدی حسبِ استعداد اپنے محدود رنگ اور انداز میں ایک حد تک ظاہری و باطنی حسن سے مرصع تھا، جس کا ہر انداز اور جس کی ہر ادا تکلّف سے ماورا نفاست و نظافت کی آئینہ دار تھی، جس کی شخصیت قرینے اور سلیقے سے زیب تن کیے ہوئے ہر لباس کو ایک نئے نکھار سے ہمکنار کر دکھاتی تھی، جو تعلقات عامہ کے فن میں خاص شغف کے باعث غیروں میں اپنائیت کا جذبہ ابھارنے اور دلوں میں گھر کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھا، جو اخلاص و وفا اور جاں نثاری و فداکاری کے اوصاف سے متصف تھا اور جو اپنے ان گوناگوں اوصاف کے بل پر ہی مختلف حیثیتوں میں سلسلہ کی بعض اہم خدمات بجالانے میں کامیاب رہا۔ ——— وہ ۵۸ سال اس جہانِ فانی میں گزارنے کے بعد بالآخر بتاریخ ۲۳ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار جرمنی میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مبلغ جرمنی مسعود احمد صاحب جہلمی کی رحلت پر دل کیوں حزیں نہ ہو وہ اپنی خداداد صلاحیتوں، خوبیوں اور بعض اہم کارگزاریوں کی وجہ سے فی زمانہ سلسلہ کے معروف و ممتاز خدام میں سے تھے اور میرے تو تھے بھی ایک قریبی دوست اور ساتھی۔ خامیوں سے قطع نظر جو ہر عام انسان میں ہوتی ہیں ان کی خوبیوں میں سے سب سے اہم خوبی بہر رنگ و بہرحال سلسلہ احمدیہ اور اس کے مفادات کے ساتھ ان کی کامل وفاداری تھی۔ کہنے والے نے کہا ہے اور بالکل صحیح کہا ہے ع ——— وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے لیکن یہ امر کہ کسی انسان کی وفاداری میں استواری کا جوہر موجود ہے یا نہیں اس کا اصل پتہ امتحان و آزمائش کی گھڑیوں میں چلتا ہے۔ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ میدان کار میں آگے قدم بڑھاتے ہوئے کبھی نہ کبھی احتیاط کا دامن چھوٹ جانے سے قدم ڈگمگا بھی جاتا ہے اور بعض اوقات ڈگمگاہٹ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایسی ہوتی ہے جو انسان کو ناگزیر پاداش کے طور پر بہت ہی نازک قسم کی آزمائش سے دوچار کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ ایسی نازک آزمائش میں وفاداری میں استواری کی کیفیت پر آنچ نہ آنے دینا اس امر کی علامت ہے کہ ایسے شخص کی اصلِ ایماں بہت محکم اور ثابت و سالم ہے اور باقتضائے بشریت ڈگمگانے اور پھر فوراً ہی سنبھل جانے والا شخص وقتی کمزوری کے باوصف ہے بنیادی طور پر صاحبِ ایمان اور باوفا۔ مسعود احمد صاحب جہلمی سے آخری حصۂ عمر کے دوران ایک ایسی ہی لغزش سرزد ہو کر انہیں ایک کڑی آزمائش سے دوچار کرنے کا موجب بنی۔ نظام سلسلہ پر آنچ آنے کی وجہ سے انہیں بجا طور پر اپنے جان و دل سے عزیز آقا ایدہ اللہ کی ناراضگی کا مورد بننا پڑا۔ انہوں نے اس آزمائش میں بعض لائق صد احترام ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنا صاحب ایمان اور وفادار ہونا ثابت کر دکھایا۔ آزمائش کی اس گھڑی کے دوران وفاداری میں استواری کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ ان پر ندامت، رلودگی اور خشوع و خضوع کی ایک خاص کیفیت طاری تھی جس میں سے نورِ ایمان کی کرنیں چھن چھن کر باہر آرہی تھیں۔ وہ نمازوں کے اوقات میں اسی مسجد میں جس کے وہ امام تھے باقاعدگی سے آتے اور صف کے آخری سرے پر کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کر کے خاموشی سے دعائیں کرتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ یہ تمام عرصہ انہوں نے پوری استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بکثرت استغفار کے ذریعہ معافی طلب کرنے اور دعائیں کرنے میں گذارا۔ وفاداری میں استواری کا بعینہٖ یہی نمونہ ان کے اہل و عیال بلکہ پورے خاندان نے دکھایا ان کی عاجزی و انکساری اور ان کی خاک بسری و خاکساری اور اپنے آسمانی آقا کے حضور آہ و زاری رنگ لائی۔ وہ اپنے جان و دل سے عزیز آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقتِ بے پایاں کے طفیل معافی کے بعد اپنے منصب پر بحال ہوئے اور فرائض منصبی کی بجا آوری میں پہلے سے بھی زیادہ منہمک نظر آنے لگے۔ اور عارضہ قلب لاحق ہونے کے باوجود ان کا یہ انہماک بفضلہ تعالیٰ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

برادرم مسعود احمد صاحب جہلمی علم و فضل نیز صلاحیتوں اور استعدادوں میں بڑے اور افضل ہونے کے باوجود مجھ سے عمر میں ۱۴ سال چھوٹے تھے۔ پھر دونوں کی اٹھان اور افتاد طبع میں بھی بہت فرق تھا۔ وہ خوش شکل، خوش وضع اور خوش اطوار تھے۔ اس کے بالمقابل میں ہیئت کذائی وضع قطع اور عادات کے لحاظ سے بالکل متضاد واقع ہوا تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کم عمری میں ان کی اونچی اڑان اور کبر سنی میں میری زمینی

گزران کے درمیان ایسا گہرا رابطہ قائم ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے کے دوست بلکہ مونس و غمخوار بن جائیں گے۔ جب وہ واقف زندگی کی حیثیت سے جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھے تو ایک دِن میرے دوست مکرم سیّد عبدالباسط صاحب ہیڈ کلرک دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ راہ چلتے بازار میں مِلے۔ ان کے ساتھ ایک خوش وضع نوجوان بھی تھا۔ انہوں نے یہ کہہ کر مجھ سے اس نوجوان کا تعارف کروایا کہ یہ جہلم کے رہنے والے آپ کے ہمنام واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں پڑھتے ہیں۔ سرسری تعارف علیک سلیک اور مصافحہ نیز رسمی مسکراہٹوں کے تبادلہ کے بعد بات آئی گئی ہوگئی۔ اور کچھ دِنوں میں ہی یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی کہ میں سید عبدالباسط صاحب کے ہمراہ کسی نوجوان سے ملا تھا۔

فراموش ہو جانے والی اس ظاہری اور برائے نام شناسائی نے دوستی کا روپ کیسے دھارا؟ اس کی وضاحت کے لیے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس زمانہ میں میں (اور یہ بات ہے غالباً ۱۹۵۵ء کی) الفضل میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اس وقت تک الفضل کے نائب مدیران کے فرائض میں یہ بات بھی شامل تھی کہ روزمرّہ کے ادارتی کاموں کے علاوہ وہ گاہے گاہے علمی مضامین بھی لکھتے رہیں تاکہ مسلسل مشق کے نتیجہ میں اچھے مضمون نگار بن سکیں اور بوقت ضرورت اداریہ وغیرہ بھی لکھ سکیں برادرم خورشید احمد صاحب اور خاکسار اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے مضامین لکھتے رہتے تھے جو "خورشید احمد" اور "مسعود احمد" کے نام سے شائع ہوتے تھے۔ سرِراہ روا روی میں ہونے والی اس سرسری ملاقات کے ایک عرصہ بعد مسعود احمد صاحب جہلمی ایک روز مجھ سے تفصیلی ملاقات کے لیے آگئے اور اس برائے نام شناسائی کا حوالہ دینے کے بعد اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔ باتیں کرتے کرتے مجھ سے کہنے لگے 'میری مانیں تو آپ اپنے نام کے ساتھ "دہلوی" لکھنا شروع کر دیں۔ میں نے کہا دہلی سے نسبت میرے لیے کوئی وجۂ افتخار نہیں اس لیے میں کیوں اپنے نام میں "دہلوی" کا اضافہ کروں۔ انہوں نے کہا ہم دونوں ہمنام ہیں۔ میں اپنے نام کے ساتھ "جہلمی" لکھتا ہوں۔ اگر آپ اپنے نام کے ساتھ "دہلوی" لکھنا شروع کر دیں تو لوگوں کے لیے دونوں میں امتیاز کرنا آسان ہو جائے گا۔ میں نے جواباً عرض کیا امتیاز تو دونوں کی شکلوں سے ہی عیاں ہے۔ رہا نام کا امتیاز سو وہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ آپ "مسعود احمد جہلمی" اور میں محض "مسعود احمد" مجھے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی ______ کہ اپنے نام کے ساتھ دہلوی کا اضافہ کر کے آپ کا ہمسر بننے کی کوشش کروں۔ نام کو کتنا ہی بڑا کیوں نہ کر لوں قد تو اتنا ہی رہے گا جتنا کہ ہے۔ اس پر جہلمی صاحب نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا میں ایک عجیب اُلجھن میں ہوں۔ اگر آپ اپنے نام کے ساتھ مستقلاً دہلوی لکھنا شروع کر دیں تو میری اُلجھن دور ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا آپ نے اپنی پُراسرار اُلجھن کا ذکر کر کے تو خود مجھے بھی اُلجھن میں ڈال دیا۔ آپ اپنی اُلجھن بتائیں تاکہ میری اُلجھن بھی دور ہو۔ وہ بولے آمدم بر سرِ مطلب، بات دراصل یہ ہے کہ جب الفضل میں آپ کا مضمون شائع ہوتا ہے تو اس پر "مسعود احمد" لکھا ہوا دیکھ کر جہلم کے احمدی احباب اس مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں کہ مضمون میرا (یعنی جہلمی مسعود کا) لکھا ہوا ہے۔ وہ خوشی خوشی جا کر میرے والد صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ فرزند تو بڑا سعادت مند ہے، اس نے تو بہت جلد مضامین لکھنے شروع کر دیے۔ وہ بھی طبعاً بہت خوش ہوتے ہیں اور مجھے شاباش کا مستحق گردانتے ہیں۔ اگر آپ اپنے نام کے ساتھ دہلوی لکھنا شروع کر دیں تو میرے ہم وطن احمدی مغالطہ میں پڑنے سے بچ جائیں گے اور میں استحقاق کے بغیر شاباش کا سزاوار بننے سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ راز فاش ہونے پر ہو سکتا ہے کہ میں ملامت کا سزاوار ٹھہرایا جاؤں۔ وہ ملامت یا سرزنش تو گوارا ہو جائے گی لیکن یہ خواہ مخواہ کی "شاباش" مجھ سے ہضم نہیں ہو رہی۔ یہ ملاقات پُر لطف تبادلۂ خیالات کی وجہ سے بے تکلفی کا رنگ اختیار کر گئی۔ اس طرح "جہلمی" اور "دہلوی" میں (زمین و آسمان کا فرق ہونے کے باوجود) دوستی کی طرح پڑ گئی۔

مشترک نام مسعود احمد میں "جہلمی" اور "دہلوی" کی تخصیص و تمیز روا رکھنے کے نتیجہ میں جہلمی صاحب کی اُلجھن تو دور ہوگئی لیکن بالعموم ناموں میں اشتباہ کا سلسلہ پھر بھی جاری رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ "جہلمی" اور "دہلوی" کے الفاظ صوتی مناسبت کے باعث قریباً ہم قافیہ ہیں۔ کہنے والے کی مراد مسعود احمد جہلمی سے ہوتی سننے والے سمجھتے کہ ذکر دہلوی مسعود کا ہو رہا ہے اس اشتباہ کے نتیجہ میں بسا اوقات بڑے ہی عجیب و غریب قسم کے لطیفے بھی ہوئے۔ ان لطائف کا تذکرہ تو یہاں بے محل ہوگا البتہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے دوستانہ مراسم پختہ سے پختہ تر ہوتے چلے گئے آگے چل کر جب مسعود احمد صاحب جہلمی جامعہ احمدیہ میں مجلس علمی کے صدر مقرر ہوئے تو دوستی کا حوالہ دے دے کر انہوں نے مجھ سے ادبی مقالے لکھوانے اور مجلس علمی کے اجلاسوں میں پڑھوانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح میری بعض ادبی تحریریں معرضِ وجود میں آکر ایک محدود حلقۂ یاراں میں بہت مقبول ہوئیں۔ ان ادبی مقالہ جات کے لکھوانے کا سہرا جہلمی صاحب ہی کے سر ہے۔

جامعہ احمدیہ میں تعلیم مکمل کرنے یعنی مولوی فاضل اور شاہد کی ڈگریاں امتیازی رنگ میں حاصل کرنے اور آخر کار پنجاب یونیورسٹی سے فرسٹ ڈویژن میں ایم۔اے پاس کرنے کے بعد مسعود احمد صاحب جہلمی نے جب عملی میدان میں قدم رکھا تو ان کے جوہر کھلنے اور نکھرنے شروع ہوئے۔ وہ مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے اور اس میدان میں دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتے چلے گئے۔ انہیں مختلف اوقات میں جرمنی، امریکہ اور سوئٹزرلینڈ میں بطور مبلغ کام کرنے کا موقع مِلا اور مِلا بھی وقفہ وقفہ سے متعدد بار۔ اس حیثیت سے ان کا سب سے لمبا عرصہ قیام جرمنی میں رہا حتیٰ کہ زندگی کے آخری سانس بھی انہوں نے جرمنی میں ہی لیے۔ محترم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی مرحوم اور برادر مکرم ہدایت اللہ ہبش (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے) جیسے نامور اہل علم بسلسلہ تبلیغ جرمنی میں ان کے عرصۂ قیام کے دوران مشرف بہ اسلام ہوئے اور دونوں ہی تبلیغ اسلام کے ضمن میں بہت مفید وجود ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر کیوسی صاحب مرحوم نے سپرانٹو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو بہت مقبول ہوا۔ اسلام پر اشاعت کتب کے سلسلہ میں ہدایت اللہ ہبش صاحب کی خدمات کا سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ جاری و ساری ہے

برادرم جہلمی صاحب جہاں بھی رہے انہوں نے مختلف ملکوں کے سفیروں

اعلیٰ افسروں، علمی حلقوں اور دانشوروں سے قریبی تعلقات استوار کر کے ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور احمدیہ مشن کے ساتھ ان کے روابط کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۶ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ امریکہ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے تو خاکسار راقم الحروف کو بھی حضور کے ہمراہ جانے والے عملہ میں شامل ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت جہلمی صاحب ایسٹ کوسٹ کے ایک ریجن میں بطور مبلغ متعین تھے۔ خاص طور پر نیویارک میں حضورؒ کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر جو استقبالیہ تقاریب منعقد ہوئیں اور اسی طرح جن پریس کانفرسوں اور ٹیلیویژن انٹرویوز وغیرہ کا انعقاد عمل میں آیا اُن میں اہم شخصیات کی شرکت کے اہتمام اور شایانِ شان انتظام و انصرام میں جہلمی صاحب کی کاوشوں کا بھی دخل تھا۔ اس موقع پر انہوں نے تعلقات عامہ میں اپنی دسترس اور انتظامی صلاحیتوں کا خوب مظاہرہ کیا۔ ان کو مصروف کار دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے وصف سے خوب نوازا ہے۔

مغربی قوموں کے اندازِ فکر، طریق کار، عادات و اطوار اور رکھ رکھاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تک اسلام کا پیغام پہنچانے میں اپنی بساط اور استعداد کے مطابق نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے علاوہ برادرم جہلمی صاحب کو اور کئی حیثیتوں میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ وہ جب کسی مغربی ملک میں چند سال فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس آتے تو مرکز سلسلہ میں چند سال قیام کے بعد انہیں کسی ملک میں تبلیغ کے لیے بھجوا دیا جاتا۔ اس طرح ربوہ میں قیام کے وقفوں کے دوران انہیں مختلف عہدوں پر فائز رہ کر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ انہوں نے نائب وکیل التبشیر کے طور پر کام کیا بعد ازاں وکیل التبشیر کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ اس دوران انہیں بحیثیت رکن مرکزی قضا بورڈ، رکن مجلس کارپرداز کی اضافی ذمہ داریاں بھی ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ نیز جس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر کی حیثیت سے چین کا تبلیغی دورہ فرمایا تو جہلمی صاحب کو آپ کے سیکرٹری کے طور پر آپ کے ہمراہ چین جانے اور وہاں سے اشاعت اسلام کے کام میں آپ کا ہاتھ بٹانے کا موقع ملا۔ اس کے بعد ان کو راولپنڈی میں متعین کیا گیا۔ وہاں اپنے ایک سال سے زائد عرصۂ قیام کے دوران انہوں نے پاکستان آنے والے بیرونی ممالک کے وفود سے بھی رابطے قائم کئے اور تعلقات عامہ کا حلقہ وسیع کرنے میں اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے لندن میں کچھ عرصہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری اور وکیل التبشیر کی ذمہ داریاں بھی ایک ساتھ ادا کرنے کی توفیق پائی۔ الغرض انہیں مختلف حیثیتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملتی چلی گئی۔ خدمات بجالانے کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ حیاتِ مستعار کے اختتام یعنی آخری سانس تک جاری رہا۔ وفات سے قبل وہ جرمنی میں بطور مبلغ فرائض سرانجام دے رہے تھے جہاں پہلے بھی وہ طویل عرصہ مبلغ اسلام کی حیثیت سے کام کرتے رہے تھے۔

۱۹۷۶ء میں جب جہلمی صاحب جرمنی میں دوسری بار بحیثیت مبلغ خدمات بجالانے کے بعد پاکستان واپس آئے تو ان کو ایک اور جہت میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اس کا تعلق فارغ احمدی نوجوانوں کو مغربی ممالک میں بھجوانے اور وہاں اپنا مستقبل بنانے کی ترغیب دینے سے تھا۔ برادرم جہلمی صاحب نے مغربی ممالک میں اپنے طویل قیام، وسیع تجربے اور تعلقاتِ عامہ میں دسترس کی بناء پر بہت مفید مشورے دے کر ان کی راہنمائی فرمائی۔ جماعتی نظام کی برکت سے اس زمانہ میں احمدی نوجوانوں کے مغربی ممالک اور بالخصوص مغربی جرمنی میں جانے اور وہاں اپنا مستقبل سنوارنے کا جو سلسلہ شروع ہوا اس میں بھی جہلمی صاحب کو مفید مشوروں کی شکل میں خدمت بجالانے کا موقع ملا۔

جرمنی میں اپنے آخری قیام (۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۴ء) کے آخری حصہ کے دوران جہلمی صاحب کئی ماہ سے جماعت کی طرف سے تفویض کردہ ایک اہم فرض کی ادائیگی میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف تھے۔ وہ اس امر کی پرواہ کیے بغیر کہ وہ دس بارہ سال سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور یہ کہ ۱۹۸۱ء میں ان کا بائی پاس کا آپریشن بھی ہو چکا ہے انہوں نے اس فرض کی ادائیگی میں دن رات ایک کر دکھایا۔ اس ضمن میں حسبِ ضرورت خود کار ڈرائیو کر کے لمبے لمبے سفر بھی کرتے رہے۔ اس کام کا تعلق بھی بیرونی ممالک میں احمدی نوجوانوں کا مستقبل سنوارنے اور محفوظ کرنے ہی سے تھا۔ ہر چند کہ اس قدر محنت کا ان کی صحت پر اثر پڑ رہا تھا اور جسم میں تھکان کے آثار ظاہر ہو رہے تھے پھر بھی کام میں بے پناہ مصروف ہونے اور ادائیگی فرض میں مگن رہنے کی وجہ سے وہ تھکاوٹ محسوس کرنے کے باوجود نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے۔ آخر تھکن اور درماندگی ان کے عزم پر غالب آگئی۔ دل کے ایک شدید حملے سے لاچار ہو کر ہسپتال میں داخل ہوئے۔ شروع میں کچھ حالت سنبھلی بھی لیکن ۲۲ اگست کو رات ساڑھے گیارہ بجے دل کا پھر شدید حملہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا ایک دفعہ بظاہر دل کی حرکت بند ہونے، نبض چھوٹنے اور سکتہ کی حالت طاری ہونے کے بعد فوری طبّی تدابیر کے نتیجہ میں بفضلہ تعالیٰ حالت پھر یکدم سنبھلی۔ آنکھیں کھولنے کے بعد پورے ہوش و حواس کی حالت میں چند وصیتیں کیں۔ ان میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ انہیں جرمنی کی سرزمین میں ہی سپرد خاک کیا جائے۔ جرمنی وہ ملک ہے جہاں سب سے زیادہ لمبا عرصہ انہوں نے تبلیغ دین کا کام کیا۔ اور بالآخر کام کرتے کرتے ہی اسی سرزمین میں آخری سانس لیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مدفن کے لیے اسی سرزمین کو پسند کیا اس وصیت کے بعد انہوں نے بچوں کو تسلی دیتے ہوئے جزع فزع سے منع کیا اپنے جان و دل سے عزیز آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت کو سلام پہنچانے کی تاکید کی اور پھر چند عزیزوں اور دوستوں کا نام لے کر انہیں وداع کا سلام کہا ان میں خاکسار راقم الحروف کا نام بھی شامل تھا ساتھ ہی قرآن مجید سنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ پروفیسر حمید احمد صاحب نے جو تیمارداری کے لیے ہمہ وقت حاضر رہتے تھے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی۔ اسی دوران دینِ متین اور سلسلہ احمدیہ کا یہ خادم ۲۳ اگست کو صبح ۹ بجے کے قریب اپنے مالکِ حقیقی کے حضور جا حاضر ہوا۔ اس بات کے تصوّر سے میرا سر احتراماً جھک جاتا ہے کہ اللہ اللہ! کس قدر باوفا اور بے ریا تھا میرا یہ مونس و غم خوار دوست کہ جس نے نزع کی حالت میں بھی مجھ بے توفیق کو یاد کر کے عہد دوستی تا دمِ آخر اس شان سے نبھایا کہ اسے ایک یادگار عہد میں تبدیل کر دکھایا۔

اے میرے یارِ وفا شعار میری طرف سے تیرے حق میں سلامتی کی درد بھری دعائیں جنابِ الٰہی میں مقبول ہوں۔ خدا (باقی صہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

IN THE NAME OF ALLAH, THE MOST GRACIOUS, THE EVER MERCIFUL

After the recent re-election of the National Majlis-e-A'amila members during Majlis-e-Shoora Germany and their approval through our beloved and very respected **Hazrat Khalifatul Masih Rabeh,** I would like to pay many thanks to all of those members who are now handing their offices to the new appointees.

In person to:

Mushtaq Ahmad Zaheer Sb., who was serving for the shoba Tarbiat with a most intensive spirit of sacrifice, and without leaving any known difficulty unattended. In the new National A'amila he will take over the new shoba of Waqf-e-Arzi, for which he is in need of the prayers of the whole German Jamaat.

Mohammad Aqil Khan Sb., who on his own wish requested me for leave on ground of personal reasons some months before. On this the division of shoba Amur-e-A'ama was approved by Hazoor-e-Aqdas, as well as his appointment to the office of Additional Secretary Amur-e-A'ama. Mohammad Aqil Khan Sb. was elected as Additional Secretary Amur-e-A'ama, and will now be able to concentrate only on asylum affairs. Once again I want to thank him here for the outstanding service and sacrifice which he was performing during the last years in the vast field of Amur-e-A'ama.

Shahid Janjua, the newly elected and approved Secr. Jaidad, is well experienced in this field, but deserves as well our cooperation and prayers.

My thanks are going as well to **Chaudhry Nas Ahmad Nasir Sb.,** who did an excellent job by improving the shoba Jaidad tremendously. May his new appointment be a source of blessing for him and the whole German Jamaat. He has been recently approved as the new Nat. Auditor by Hazoor Aqdas.

Mohammad Anwar Sb. deserves all our thanks, that besides his weak health situation he handled this duty for almost two years with great responsibility. He felt, that due to his health problem he could not pay justice to this office, therefore he was granted leave by Hazoor!

For **Masood Ahmad Sb.,** who has been elected and approved to the shoba Waqf-e-Jadid and who has served already for a number of years in shoba Maal, I request the whole Jamaat to assist him with their sincerest prayers.

Thanks as well to **Bashir Ahmad Khalid Sb.,** who had been appointed two years before as secretary Sami-wa-Basri and had succeded in scrutinizing this shoba tremendously.

Our prayers will also be with his successor, **Basharat Rathore Sb.,** who needs the assistance of all those who are in the service for the continuing success of this shoba.

Rafiq Askhtar Rosi Sb., who was just recently appointed as secretary Ziafat, requires the thanks of Jamaat for his services during the short time of that duty.

The new and old secretary Ziafat, **Chaudhry Nasir Ahmad Sb.,** needs no introduction. We all are thankful for his recovery from his long sickness, al-hamdolillah.

Dr. Mahmood Ahmad Tahir Sb., who was very successfully serving the shoba Waqf-e-Arzi, has been newly elected and approved for the shoba Tarbiat, and for whose success and outstanding performance I again request the members of the whole Jamaat for prayers. **Waqfe Nau** will remain for the time being under his supervision.

Also my thanks to all remaining members of National Majlis-e-A'amila, who for the last three years worked with me with great sacrifices and success. May their work continue and prosper during this new period of office:

● Abdul Shakoor Aslam Khan Sb., Naib Ameer and Secr. Tabligh ● Abdur Rashid Bhatti Sb., General Secr. ● Tahir Mahmood Sb., Secr. Taleem ● Syed Mohammad Ahmad Gardezi Sb., Secr. Maal ● Mohammad Daud Sb., Secr. Amur-e-A'ama ● Irfan Ahmad Khan Sb., Secr. Amur-e-Kharija ● Mohammad Rashid Joyia Sb., Secr. Wasaya ● Rafiq Ahmad Sb., Secr. Tahrik-e-Jadid ● Falahuddin Khan Sb., Secr. Ishaat ● Qazi Tahir Ahmad Sb., Secr. Rishta Nata ● Hadayatullah Hübsch Sb., Secr. Press ● Manzoor Ahmad Cheema Sb., Amin.

As additional national secretaries the following members had been appointed (as of "Rules and Regulations of Tahrik-e-Jadid Anjuman Ahmadiyya" add. secretaries need not to be elected) and approved:

● Mohammad Riaz Saifi Sb., Add. Secr. Maal ● Anas Mahmood Minhas Sb., Add. General Secr. ● Tariq Latif Batthi Sb., Add. Secr. Tabligh.

Abdullah Wagishauser
Ameer Jamaat-e-Ahmadiyya Germany

محترم امیر صاحب جرمنی کے محبّت بھرے جذبات

مجلسِ شوریٰ ۹۲ء میں نیشنل مجلس عاملہ کے انتخابات کی منظوری حضور اقدس سے موصول ہو چکی ہے۔ خاکسار نئے ممبران کو اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَباً کہتا ہے اور سابقہ ممبران نیشنل مجلس عاملہ کو محبت بھرے جذبات کے ساتھ الوداع کہتا ہے۔

۱۔ مشتاق احمد صاحب ظہیر نے بطور سیکرٹری تربیت احسن رنگ میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ نئی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری وقفِ عارضی خدمات سرانجام دینگے۔

۲۔ محمد عاقل خان صاحب نے چند ماہ قبل ذاتی مجبوریوں کی بناء پر معذرت کی تھی۔ حضور اقدس کی منظوری سے انکا تقرر بطور ایڈیشنل سیکرٹری امورِ عامہ ہوا ہے۔ اب وہ ASYLAM کے معاملات کے سلسلہ میں خدمات سرانجام دیں گے بطور سیکرٹری امورِ عامہ انہوں نے احسن رنگ میں اخلاص کے ساتھ ذمہ واری ادا کی ہے۔ مکرم محمد داؤد صاحب نئی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری امورِ عامہ خدمات سرانجام دیں گے۔

۳۔ ناز احمد ناصر صاحب نے بطور سیکرٹری جائیداد بہترین خدمات سرانجام دی ہیں۔ حضور اقدس نے ان کو نیشنل آڈیٹر برائے جرمنی مقرر فرمایا ہے۔ نئی مجلسِ عاملہ میں مکرم شاہد احمد جنجوعہ صاحب سیکرٹری جائیداد منتخب ہوئے ہیں۔

۴۔ مسعود احمد صاحب نئی مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری وقفِ جدید مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کافی عرصہ سے شعبہ مال میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

۵۔ بشیر احمد خالد صاحب نے عرصہ دو سال شعبہ سمعی و بصری میں بطور سیکرٹری اخلاص کے ساتھ خدمات سرانجام دی ہیں۔ نئی مجلسِ عاملہ میں مکرم بشارت احمد صاحب راٹھور بطور سیکرٹری سمعی و بصری مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں جماعت کے تعاون کی ضرورت ہے۔

۶۔ رفیق اختر روزی صاحب کو مختصر عرصہ کیلئے بطور سیکرٹری ضیافت کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ ناصر احمد چوہدری صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہم اُن کی صحتیابی کیلئے خدا تعالےٰ سے شکر گزار ہیں۔ اب وہ دوبارہ بطور سیکرٹری ضیافت اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔

ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب نے کافی محنت اور اخلاص کے ساتھ بطور سیکرٹری وقفِ عارضی خدمات سرانجام دی ہیں۔ نئی مجلس عاملہ میں ان کا تقرّر بطور سیکرٹری تربیّت ہوا ہے۔

محمد احمد انور صاحب نے عرصہ دو سال سے بطور نیشنل آڈیٹر بہت ہی اخلاص اور محنت سے خدمات سرانجام دی ہیں بوجہ خرابیٔ صحت حضور اقدس نے ان کی معذرت قبول فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل سیکرٹریان جو عرصہ تین سال سے خاکسار کے ساتھ محنت اور اخلاص سے خدمات بجا لائے ہے خاکسار ان کے لئے دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ انہیں آئندہ بھی اہم ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی طرح مذکورہ بالا ممبران کیلئے بھی خصوصی دعا کی درخواست کرتا ہے خدا تعالےٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار ان سب کا دلی جذبات کیساتھ شکریہ ادا کرتا ہے۔

لسٹ سیکرٹریان جنہوں نے عرصہ تین سال سے خاکسار کے ساتھ محنت کے ساتھ خدمات سرانجام دی ہیں

عبد الشکور اسلم	نائب امیر و سیکرٹری تبلیغ
عبد الرشید بھٹی	جنرل سیکرٹری
طاہر محمود	سیکرٹری تعلیم
سید محمد احمد گردیزی	سیکرٹری مال
محمد داؤد	سیکرٹری امور عامہ
عرفان احمد خان	سیکرٹری امور خارجہ
محمد رشید جوئیہ	سیکرٹری وصایا
رفیق احمد	سیکرٹری تحریک جدید
فلاح الدین خان	سیکرٹری اشاعت
قاضی طاہر احمد	سیکرٹری رشتہ ناطہ
ہدایت اللہ ہلبش	سیکرٹری پریس
منصور احمد چیمہ	آفس

حضور اقدس کی منظوری سے مندرجہ ذیل ممبران کی بطور ایڈیشنل سیکرٹریان نامزدگی عمل میں لائی گئی ہے۔ (یاد رہے کہ انجمن تحریک جدید کے قوانین کے تحت ایڈیشنل سیکرٹریان کا انتخاب عمل میں نہیں لایا جاتا۔)

محمد ریاض سیفی	ایڈیشنل سیکرٹری مال
انس محمود منہاس	ایڈیشنل جنرل سیکرٹری
طارق لطیف بھٹی	ایڈیشنل سیکرٹری تبلیغ
محمد عاقل خان	ایڈیشنل سیکرٹری امورِ عامہ

والسلام خاکسار

عبد اللہ واگس ہاؤزر (امیر جماعت جرمنی)

وقفِ عارضی سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جون ۹۲ء میں احبابِ جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے آپ کو وقفِ عارضی سکیم کے تحت سپین اور روس میں خدمت اسلام کے لئے پیش کریں حضور نے فرمایا کہ اس وقت ان ممالک میں پھل پکنے کے بالکل قریب ہیں۔ ہمیں ایسے واقفینِ عارضی کی ضرورت ہے جو ان پھلوں کو حاصل کریں اور ان کو سنبھال سکیں۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ اس وقت احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اس نیک کام کیلئے گلزار بننے والی آگ میں جھونک دیں۔

حضورِ اقدس نے فرمایا کہ اب سپین اور روس میں واقفین عارضی کی رہائش اور رہنمائی کیلئے مناسب انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس اہم تحریک میں حصہ لینا چاہیئے۔

(مشتاق احمد ظہیر سیکرٹری وقفِ عارضی جرمنی)

مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کی مختصر رپورٹ

خدا تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ مؤرخہ ۲۷ جون کی صبح تقریباً سوا نو بجے ناصر باغ گروس گیراؤ میں پر کیف فضاء میں مجلس انصار اللہ جرمنی کا بارھواں سالانہ اجتماع شروع ہوا آغاز میں مکرمی عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے لوائے احمدیت مکرم مولانا عبد الحکیم اکمل صاحب (مبلغ ہالینڈ) مہمان خصوصی نے اور مجلس انصار اللہ کا پرچم خاکسار صدر مجلس نے لہرایا جس کے کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی اور انصار حضرات پنڈال میں تشریف لے گئے جہاں مہمانِ خصوصی کے زیرِ صدارت قرآن پاک کی تلاوت اور عہد کے ساتھ بارھویں سالانہ اجتماع کا افتتاح ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا زندگی بخش پیغام پڑھکر سنایا گیا پہلے اور دوسرے اجلاسات میں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبّش اور مبلغینِ سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مکرم عبد الباسط طارق صاحب اور مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب اور خاکسار نے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طریقِ تبلیغ، اوّلین مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا طریقِ تبلیغ، یورپ میں طریقِ تبلیغ، "اَلْحَاسِبُ جَبِیْعُ اللّٰہِ" کے موضوعات پر تقاریر کیں جو حاضرین نے نہایت دلجمعی اور انہماک کے ساتھ سنیں. اجتماع کی فضاء بار بار نعروں سے گونجتی رہی اور درود اور حمد سے معطّر ہوتی رہی. محترم عبد العزیز ڈوگر صاحب انچارج تعمیر ناصر باغ نے حضرت فضلِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانی مجلس انصار اللہ کا ایک ایمان افروز واقع سنا کر وقارِ عمل کی تحریک کی. محترم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب نے اسائلم کے متعلق اہم اور مفید معلومات اور ہدایات دیں. محترم قمر اجنالوی کی نظم "مسیحا آگیا" جو انہوں نے اجتماع کیلئے ہی کہی تھی خوش الحانی سے سنائی گئی. اجتماع کے دوران بیت بازی کا بھی مقابلہ ہوا.

مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہوا جو تقریباً پونے بارہ بجے رات تک جاری رہا. ۲۸ جون کے دِن کا آغاز نمازِ تہجّد کے بعد نمازِ فجر اور درسِ قرآن کریم اور سیر کے ساتھ ہوا. اس کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے. جیسے کلائی پکڑنا، فٹ بال، والی بال، دوڑ، گولہ پھینکنا اور رسّہ کشی کے مقابلے شامل تھے. اوّل اور دوم آنے والے کھلاڑیوں اور ٹیموں کے علاوہ حوصلہ افزائی اور سالانہ حسنِ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی مجالس اور افراد کو محترم مہمانِ خصوصی نے انعامات اور سنداتِ خوشنودی تقسیم فرمائیں. حسنِ کارکردگی کی بناء پر ملک بھر میں اوّل آنے والی مجلس کے لئے علمِ انعامی اور دوم آنے والی مجلس مجلس کیلئے شیلڈ کا اعلان کیا گیا.

خدا تعالےٰ کے فضل سے حاضری کے لحاظ سے بھی یہ اجتماع کامیاب رہا شعبہ استقبال کی رپورٹ کے مطابق 107 میں سے 87 مجالس کے 440 انصار 80 زائرین اور 20 اطفال شریک ہوئے خدام و اطفال نے ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی شعبہ خوراک و آب رسانی میں اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا تعاون پیش کیا اللہ تعالےٰ انہیں دینی و دنیوی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے. شرکاء اجلاس ناظمین و معاونین معزز مدعوین (نیشنل عاملہ جماعت و نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ) علماء حضرات اور مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجتماع محض بفضلہ تعالےٰ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا. الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ.

(عبد الغفور بھٹی صدر مجلس انصار اللہ جرمنی)

اعزاز

نیویارک. نوبل انعام یافتہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو ان کی غیر معمولی خدمات کے صلے میں امریکہ کی ایک پاکستانی ایسوسی ایشن، "پاکستان لیگ آف امریکہ" نے اپنی ۲۰ ویں سالگرہ کے عشائیہ کے موقعہ پر گولڈ میڈل دیا. پروفیسر عبد السلام کو سائنس کے شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے پر ایوارڈ دیا گیا.

معروف سماجی کارکن عبد الستار ایدھی کو بھی انسانی خدمات پر گولڈ میڈل دیا گیا. پاکستانیوں کی یہ تنظیم غیر سیاسی نوعیت کی ہے.

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب اٹلی میں نظریاتی فزکس کے بین الاقوامی ادارے کے سربراہ ہیں. ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو مظہر اپلائیڈ سائنس میڈل دیا گیا ہے. جو کہ لیگ کے بانی پروفیسر مظہر علی کے نام سے منسوب ہے. پولی ٹیکنیک یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر جارج بگلیاریو نے ڈاکٹر عبد السلام کو گولڈ میڈل دیا. ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس موقعہ پر لیگ کا شکریہ ادا کیا.

ڈاکٹر عبد السلام کو یہ میڈل آٹھویں اور چودھویں صدی کے دوران مسلمان سائنس دانوں کی تحقیقات پر سے پردہ اٹھانے اور اس حقیقت کو اُجاگر کرنے پر دیا گیا ہے کہ آج کی ترقی یافتہ دنیا ان مسلمان سائنسدانوں کی مرہون منت ہے. اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف سے پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کیلئے ایک ریسرچ اکیڈمی قائم کرنے پر دیا گیا ہے. ڈاکٹر صاحب موصوف تقریب میں وہیل چیئر پر بیٹھ کر آئے وہ گذشتہ ایک سال سے بیمار ہیں.

نمایاں کامیابی

خاکسار کے بھائی مکرم چوہدری منصور احمد صاحب ولد مکرم چوہدری فضل الدین مرحوم المعروف فضل شاپ گولبازار ربوہ نے ایم ایس سی ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں امریکہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے. انہوں نے $\frac{4.7}{5}$ AVERGE نمبر حاصل کئے ہیں. وہ مکرم ڈاکٹر ظفر احمد صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب انجینئر آف ایرو ناٹیکل کے بھائی ہیں.

تمام احباب سے بھائی جان کی مزید اعلیٰ کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے. ہماری والدہ آج کل ہمارے پاس جرمنی میں مقیم ہیں اُن کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے —— (چوہدری طاہر منیر، جرمنی)

اعلان

ایسے احمدی خواتین و حضرات جو سلائی کا کام جانتے ہوں اور کام کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اخبارِ احمدیہ کی معرفت ملازمت کیلئے درخواست دے سکتے ہیں. خواتین جو گھر پر رہ کر کام کرنا چاہتی ہوں وہ بھی درخواست دے سکتی ہیں. درخواست کے ساتھ اپنا پورا ایڈریس معہ فون نمبر ضرور تحریر فرمائیں.

مقالہ خصوصی
م-ا-د

"پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب"

"منہ زور دریا سب کچھ نگل گئے"

ستمبر ۱۹۹۲ء میں طوفانی بارشوں اور دریاؤں میں اُمڈ آنے والے منہ زور سیلابوں نے آزاد کشمیر، سرحد، پنجاب اور سندھ میں جو تباہی پھیلائی ہے اس کے متعلق پاکستانی اخباروں میں تبصروں کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض تبصرہ نگاروں نے اسے پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب قرار دیا ہے اور بعض نے اس کے نتیجہ میں ہونے والی تباہی و بربادی کو انتہائی ہولناک قرار دے کر اسے قہر خداوندی سے تعبیر کیا ہے۔ نقصانات کا اندازہ تو بعد میں ہوگا تاہم اب تک جو تبصرے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ان میں سے بعض اقتباسات اس غرض سے ذیل میں شائع کیے جا رہے ہیں کہ قارئین کرام ان دل دوز اور عبرت آموز تبصروں سے آگاہ ہوکر درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اہلِ پاکستان پر رحم فرمائے اور انہیں ہر قسم کے ظلم سے مبّرا رہتے ہوئے تلافی کے رنگ میں ایسے اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے رحم کو جوش میں لانے والے ہوں۔ ——— آمین

"منہ زور دریا سب کچھ نگل گئے"

جناب آصف علی پوتا سیلاب کی تباہ کاریوں کے متعلق اپنی خصوصی رپورٹ میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت رقم طراز ہیں :-

"دیکھتے ہی دیکھتے موج میں بہتے ہوئے یہ دریا ترنگ میں آگئے۔ انہوں نے اپنے بازو پھیلائے تو بچے سہم گئے۔ جوان حیران رہ گئے، بوڑھے ناامید ہو گئے، مٹیاروں کے خواب ان دریاؤں میں بہہ گئے۔ پنجاب کے کھیت اجڑ گئے، کھڑی فصلیں سو گئیں، کسان بے سہارا ہو گئے، بچے بے گھر ہو گئے۔ ان دریاؤں سے ڈر آنے لگا۔ ہر زبان پر یہ دعا آنے لگی "اے خدا! ہمیں اس آفت سے بچا، ہمیں ان دریاؤں کی دہشت سے بچا، ہمیں اس پانی کی قوت سے بچا"۔ لیکن ان دریاؤں نے ایک نہ سنی، سب کچھ بہا لے گئے۔ ذرائع آمد و رفت اور مواصلات کا نظام درہم برہم ہوکر رہ گیا۔ دھان چارے اور تمباکو کی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ ہزاروں لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے، اربوں روپے کا نقصان ہو گیا۔ دریاؤں کے پل ٹوٹ گئے اور ان دریاؤں نے اس ہنستے بستے گلشن کو ماتم کدہ بنا دیا۔ انسان کو پانی کی دہشت نے ہلا دیا۔ زندگی بے مزہ ہو گئی۔ ہر طرف پانی سے تباہی پھیل گئی، میرا پنجاب سندھ اور آزاد کشمیر لرز اٹھا۔ ان دریاؤں نے کیا کیا نہ تباہی پھیلائی۔

ہم تو ۱۹۷۳ء میں ۹ لاکھ کیوسک پانی کی تاب نہ لا سکے تھے یہ سیلاب تو ۱۷ لاکھ کیوسک پانی تک پہنچ چکا ہے۔ اب تک سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تفصیل کچھ یوں ہے اس سیلاب سے جہلم، گجرات، سرگودھا، خوشاب اور گوجرانوالہ کے اضلاع بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سندھ کے مختلف علاقے اور آزاد کشمیر کے مختلف علاقے بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ سیلاب کے باعث ہونے والے نقصانات کا تخمینہ ۳۰ ارب روپے سے زائد کا ہو چکا ہے۔ ایک ہزار سے زائد گاؤں ڈوب چکے ہیں جبکہ گجرات کے ۲۵۰، گوجرانوالہ کے ۸۵ دیہات اور وزیر آباد کی نواحی بستیاں بھی زیرِ آب آ چکی ہیں۔ ۱۴ لاکھ ایکڑ سے زائد فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ سینکڑوں (ہزاروں) افراد ہلاک ہو چکے ہیں ۱۸ اضلاع کے ۱۷۷ گاؤں متاثر ہوئے ہیں جبکہ ۲۴ ہزار مکانات کو نقصان پہنچا ہے اور ۱۳ لاکھ سے زائد افراد اس سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ اسی طرح پنڈدادن خان کے زیرِ آب آنے سے سینکڑوں انسان اور مویشی لاپتہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جھنگ اور چنیوٹ کے ۱۲۵ دیہات زیرِ آب آ چکے ہیں۔ جھنگ روڈ پر ٹریفک مکمل طور پر معطل ہو چکی ہے۔ شکر گڑھ میں بھی شدید نقصان ہوا ہے...

اسی طرح ہزارہ ڈویژن میں بارشوں کی وجہ سے گلیات، واہ کاغان ویلی، میرن ویلی اور الائی کے علاقوں میں ۱۵۰ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ ضلع مانسہرہ گڑھی حبیب اللہ کے بازار میں سو سے زائد مکانات اور جیوزی کے مقام پر ۵۰ سے زائد دکانیں سیلاب کی نذر ہو چکی ہیں۔ سندھ میں "کچے" کے علاقہ میں سیلاب سینکڑوں دیہات بہا لے گیا۔ آزاد کشمیر میں پُلوں اور سڑکوں کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔ یہاں ایک ہزار افراد ہلاک یا لاپتہ ہو چکے ہیں جبکہ غیر سرکاری اطلاع کے مطابق یہ تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ اسی طرح لودھراں کی مختلف نہروں میں شگاف پڑنے سے ۲۷۸ مکان گر گئے اور ہزاروں ایکڑ کپاس کی فصل تباہ ہو گئی۔ تحصیل بھکر کلور کوٹ اور سب تحصیل دریا خان میں ساڑھے چار سو سے زائد مکانات متاثر ہوئے۔ پھالیہ میں ۲۵ دیہات زیر آب آ چکے ہیں، سیلاب کے باعث سرگودھا میانوالی روڈ پر ٹریفک معطل ہو چکی ہے۔ ضلع راجن پور کا ڈھائی لاکھ رقبہ زیر آب آچکا ہے اور ۲۸ ہزار سے زیادہ افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ اب تک سب سے زیادہ نقصان دریائے جہلم کے کنارے آباد دیہاتوں کو ہوا ہے۔ جہلم اقتصادی لحاظ سے تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ ظفروال، سرائے عالمگیر، بھلوال اور بھیرہ کے علاقوں کو بھی سیلاب کی وجہ سے شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے، اس خطرناک سیلاب کے پیش نظر ہیڈ تریموں اور پیجند کے حفاظتی پشتوں کو ڈائنامٹ سے اڑا دیا گیا ہے کیونکہ ہیڈ تریموں سے پانی گذرنے کی گنجائش صرف ۶ لاکھ کیوسک ہے جبکہ اب یہاں سے گذرنے والے سیلابی ریلے کی رفتار ۱۵ لاکھ کیوسک تک ہو گئی۔ اسی وجہ سے جھنگ سرگودھا روڈ، اور جھنگ بھکر روڈ کو ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بند کر دیا گیا ہے ہیڈ تریموں وہ مقام ہے جہاں دریائے جہلم اور دریائے چناب ایک ہو جاتے ہیں۔ فوج نے سیلاب کے شدید خطرے کے پیش نظر اٹھارہ ہزاری کے قریب حفاظتی بند میں دو ہزار فٹ کے تین شگاف ڈال دیے ہیں جبکہ تیس ہزار افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے...... دریاؤں کی بربادی سے پیدا ہونے والی صورتِ حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ۱۹۲۰ء کے بعد اتنا شدید سیلاب کبھی نہیں آیا تھا۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۱۸ ستمبر ۱۹۹۲ء صد[۴])

نوٹ از مرتب:- سیلابوں کی پھیلائی ہوئی تباہی و بربادی کے نقصانات کا یہ اندازہ جیسا کہ اس کی عبارت سے واضح ہے، بہت ابتدائی دنوں کا ہے بعد کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل نقصان اس سے بہت زیادہ ہوا ہے۔

"ہمہ گیر اور بے مثال تباہی"

روزنامہ "جنگ" کے معروف کالم نگار جناب عبدالقادر حسن اپنے کالم "غیر سیاسی باتیں" میں "سیلابِ عظیم اور حکمران" کے زیر عنوان سیلابوں کے نتیجہ میں رونما ہونے والی تباہی و بربادی کو "ہمہ گیر اور بے مثال تباہی سے تعبیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

"... لیکن اس عظیم سیلاب نے سب کچھ بُھلا دیا ہے۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بارشوں نے جو تباہی اور بربادی مچادی ہے اس نے ملک کی معاشی تباہ حالی کو خوفناک اور عام زندگی کے بچے کھچے امن و سکون کو غارت کر دیا ہے۔ جو لوگ شہروں کے پکے گھروں اور پکی سڑکوں پر آباد ہیں وہ ہم دیہاتیوں کی اس ہمہ جہتی مصیبت کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہزاروں دیہات کے لاکھوں انسانوں کے گھر سلامت نہیں رہے۔ اگر کوئی گر جانے سے بچ بھی گیا تو نڈھال ضرور ہو گیا ہے۔ کھڑی فصلیں جو معاشی زندگی کا واحد سہارا ہیں نیست و نابود ہو گئی ہیں۔ مویشی جو شاید سب سے بڑا سرمایہ تھے سیلاب میں ہلاک ہو گئے ہیں یا بھوک سے مر گئے ہیں۔ گھروں میں استعمال کا سامان تباہ ہو گیا ہے اور زمینیں ویران ہو گئی ہیں جن کا وجود اب صرف پٹواری کے کاغدوں میں موجود ہے۔ ان کی آباد کاری کا رے دارد۔ سڑکوں پُلوں، نہروں اور دوسری سرکاری تعمیرات کی ٹوٹ پھوٹ ان سب پر مستزاد ہے۔ منصوبہ بندی سے تو ہم فارغ ہو ہی چکے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ بھی نہیں ہے کہ ہم اس ہمہ گیر اور بے مثال تباہی کا حساب لگا سکیں۔ اربوں میں کہہ سکتے ہیں اور کھربوں میں بھی۔ میں نے انسانی جانوں کا ذکر یوں نہیں کیا کہ جو بچ گئے ہیں مُردوں سے بدتر حالت میں ہیں۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۱۸ ستمبر ۱۹۹۲ء صد[۳])

"طوفانوں کی تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب"

جناب عبدالقادر حسن نے اپنے ایک اور کالم بعنوان "افسروں سے رحم کی درخواست" میں حالیہ سیلاب کو سیلابوں اور طوفانوں کی تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب قرار دیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:-

"سیلاب کی جو خبریں موصول ہو رہی ہیں اور سیلاب کی جس صورتِ حال کا کچھ تصوّر کیا جا سکتا ہے وہ اس قدر بھیانک ہے کہ اس پر لکھنا تو کُجا اس پر کچھ سوچنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ مصیبت تو آ ہی گئی لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے مقابلہ کی کوئی صورت بھی پیدا ہو رہی ہے یا نہیں اور جب اس کے مقابلہ میں اپنی شکست کا احساس ہوتا ہے تو یہ مصیبت بھیانک ہو جاتی ہے۔ میں فرض کر لیتا ہوں اور آپ بھی فرض کر لیجیے کہ ہمارے اعلیٰ حکمران یعنی صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم اور وزرائے اعلیٰ بہت ہی مخلص اور اس مصیبت کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت ہی مستعد اور پریشان ہیں، لیکن وہ کیا کر سکتے ہیں، یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ میرے خیال میں وہ بھی بے بس ہیں۔ سیلاب لمحہ بہ لمحہ پھیلتا جا رہا ہے اور جب آپ یہ

کالم پڑھیں گے تب تک اس کا پھیلاؤ نہ جانے کہاں تک پہنچ چکا ہوگا۔ مثلاً ایک تو سیلاب کے اپنے قدرتی اور روایتی راستے ہیں جہاں سے وہ گذر رہا ہے اور ان روایتی راستوں کو اپنی شدت کی وجہ سے پھیلاتا چلا جا رہا ہے لیکن کچھ نئے راستے بھی بن رہے ہیں۔ کسی ڈیم اور کسی ہیڈ ورکس کو بچانے کیلئے نہریں توڑی جا رہی ہیں۔ یہ بند، پانی کو کنٹرول کرکے اسے تقسیم کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ یہ ہیڈ ورکس اربوں روپوں سے تعمیر کیے گئے ہیں اور ان کی تباہی کا تصور بھی تباہ کن ہے۔ چنانچہ ان کے تحفظ کے لیے پانی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مثلاً جو مقامات ایک لاکھ کیوسک پانی کے اخراج کے لیے بنائے گئے تھے وہاں سے تین، چار لاکھ پانی کیسے خارج ہو سکتا ہے۔ چنانچہ شگاف ڈال کر پانی کی مقدار کو کم کرنے کی کوشش میں مزید علاقے سیلاب کی لپیٹ میں آ رہے ہیں۔ کچھ تو خود سیلاب ہی طوفانوں کی تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب ہے اور کچھ ہماری مجبوریاں اس کو بڑا بنا رہی ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں انسان اور لاکھوں ایکڑ زمین بھی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو چکی ہے۔ امید کی صرف ایک کرن دکھائی دیتی ہے کہ شاید مصیبت کی اس گھڑی میں متعلقہ محکموں کے کرپٹ افسر خدا کا خوف کھا جائیں۔ اگر خوش قسمتی سے ایسا ہو گیا تو سیلاب زدگان پر سے وہ مصیبت ٹل جائے گی جو ان رشوت خوروں کی وجہ سے آنے والی ہے۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۱۹، ۲۰ ستمبر ۱۹۹۲ء صہ ۳)

"سیلاب کی قیامت خیزیوں کا سلسلہ ابھی رکا نہیں"

روزنامہ جنگ لندن حالیہ سیلابوں کی "قیامت خیزیوں" اور بے انداز تباہ کاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک اداریہ میں رقم طراز ہے:۔

"حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں اتنی زیادہ ہیں کہ فی الوقت ان کا صحیح اندازہ لگانا ممکن ہی نہیں کیونکہ سیلاب کی قیامت خیزیوں کا سلسلہ ابھی رکا نہیں۔ کئی علاقوں تک ابھی تک امدادی جماعتوں کی رسائی نہیں ہوئی۔ صرف پنجاب میں ایک سرسری جائزے کے مطابق ۱۶ اضلاع کے ۳۹۸۱ دیہات متاثر ہوئے۔ ۳۱ لاکھ افراد بے گھر ہوئے اور ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں۔ سرحد، سندھ اور آزاد کشمیر میں ہونے والی تباہی کا ابھی کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا

(روزنامہ "جنگ" لندن ۲۳ ستمبر ۱۹۹۲ء صہ ۳)

"سیلاب ہمارے گناہوں کی سزا ہے" (نواز شریف)

روزنامہ جنگ کی ایک حالیہ اشاعت میں وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ حالیہ سیلاب اہل پاکستان کے گناہوں کی وجہ سے بطور سزا آیا ہے۔ خبر کا متن درج ذیل ہے:

"پیر کوٹ (نمائندہ جنگ) وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ حالیہ سیلاب ہم پاکستانیوں کے گناہوں کی سزا ہے۔ ہم مسلمان ہیں اس ناطے سے ہمیں اس آسمانی آفت کے موقع پر خدا کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہیے۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۱۹ ستمبر ۱۹۹۲ء صہ اول)

"عذاب بصورتِ سیلاب"

جناب عبدالقادر حسن اپنے ایک اور کالم بعنوان "کیا یہ عذاب برحق ہے" کے آخر میں رقم طراز ہیں:۔

"خواتین و حضرات جب خدا کی پاک سرزمین فتنہ و فساد سے بھر گئی اور اس قدر بدعنوان معاشرے کا منطقی لحاظ سے بھی زندہ رہنا قرین انصاف نہ رہا تو خدا نے سیلاب کی صورت میں ایک عذاب بھیج دیا۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ ہم توبہ تائب ہوتے ہیں یا اپنی سرکشی جاری رکھتے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ خود ہمیں کرنا ہے۔ اگر ہم خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور صدقِ دل سے زہد و عبادت کی نہ سہی ایک عام سی شریفانہ، کسی قانون ضابطہ کے تحت زندگی بسر کرنے کا عزم کرتے ہیں تو پھر سیلاب کی یہ مصیبت ہم برداشت کر جائیں گے اور قدرت اس میں ہماری مدد کرے گی اگر ہم پر گمراہی کا رنگ اس قدر پختہ ہو چکا ہے کہ سیلاب کا منہ زور ریلا بھی اس کو دھو نہیں سکتا تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ اس نے کسی کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۲۲ ستمبر ۱۹۹۲ء صہ ۳)

"قہرِ آسمانی" (انور شعور)

گھر کے گھر گاؤں کے گاؤں بہہ گئے
دستِ قہرِ آسمانی پھر گیا
پڑ گئی کتنی تمناؤں پہ اوس
کتنے ارمانوں پہ پانی پھر گیا

(روزنامہ جنگ لندن ۲۳ ستمبر ۱۹۹۲ صہ ۳)

پاکستان کے حالیہ سیلاب پر جناب مظفرؔ وارثی کا منظوم تبصرہ

قہر ہی قہر ہے ——— شہر در شہر ہے

قہقہے ہوں کہاں
الاماں، الاماں
نہ کرے گردشوں کے حوالے کبھی
آزمائش میں قدرت نہ ڈالے کبھی
پیکرِ خاک ہم
مثلِ خاشاک ہم
اور یہ طغیانیاں
الاماں، الاماں
لاکھ تنقید حالات پر ہم کریں
اپنے کردار پر بھی نظر ہم کریں
کتنی جاں سوز ہے
عبرت آموز ہے
آفتِ ناگہاں
الاماں، الاماں

راہرو ہیں مگر غیر راہوں کے ہیں
سب کرشمے ہمارے گناہوں کے ہیں
روک اپنا غضب
اے زمانوں کے رب
اے بہت مہرباں
رحمتِ بے کراں
اُف یہ سیلِ رواں
بارشیں، بجلیاں
بہہ رہے ہیں مکاں
لقمۂ موت جاں
حشر کا ہے سماں
الاماں، الاماں
تیز دھاروں نے جبڑے ہیں کھولے ہوئے
زندگی کے ہیں آثار ڈولے ہوئے

لشکرِ آب میں
صیدِ گرداب میں
بچّے، بوڑھے، جواں
الاماں، الاماں
اب تو پانی سروں سے بھی اُونچا ہوا
سر تو سر ہیں گھروں سے بھی اُونچا ہوا
قہر ہی قہر ہے
شہر دَر شہر ہے
گاؤں ہیں بے نِشاں
الاماں، الاماں
باہر اندر کہیں بھی سکوں تو نہیں
اب رگوں میں بھی پانی ہے خُوں تو نہیں
دیدۂ قوم اگر
آنسوؤں سے ہو تَر

(بحوالہ روزنامہ "جنگ" لندن مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۲ء صہ ۴)

بقیہ: والدین کی ذمہ داریاں

اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا کام شروع کر دیا جائے کیونکہ گو وہ بظاہر نہیں سمجھتا اور شروع میں اس کے کان اور اس کی آنکھیں بھی اچھی طرح کام نہیں کرتیں مگر حقیقتہً وہ پیدا ہوتے ہی ماحول کا اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک نفسیاتی نکتہ ہے جسے گو عوام الناس نہ سمجھیں مگر علم النفس کے ماہر اسے خوب سمجھتے اور اس کی حقیقت کو پہچانتے ہیں۔

اسی طرح دائیں کان میں اذان دینے کے بعد بائیں کان میں اقامت کے الفاظ دُہرانے کا حکم ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ بچّہ کی ولادت کے ساتھ ہی اذان کی قولی تعلیم کے علاوہ بالقوّۃ طور پر بچّے کی عملی تعلیم کا زمانہ بھی شروع ہو جاتا ہے اسی لئے اس کے کان میں قد قامت الصلوٰۃ (یعنی اب تمہارے عبد بننے کا وقت شروع ہو رہا ہے) کے الفاظ ڈال کر اسے آنے والی عملی زندگی کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور یہ دونوں نہایت درجہ لطیف اشارات ہیں جو بچّہ اور اس کے والدین ہر دو کے لئے ایک مبارک درس حکمت کا کام دیتے ہیں۔"

(جماعتی تربیت اور اس کے اصول از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ صد ۱۳-۱۱)

بقیہ: محترم جہلمی صاحب کا ذکر خیر!

تجھے دارالسلام یعنی اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضورؐ کے نائب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جگہ دے۔ تُو بھی لاتعداد عشاق کی پیروی کرتے ہوئے آنحضورؐ کے لائے ہوئے دینِ متین (اسلام) اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن (غلبۂ اسلام) کی خاطر ہی دنیا میں جیا اور اسی راہ میں تو نے اپنی جان قربان کی۔ خدا تیرے اہل و عیال اور تیرے اعزاء اور دوستوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے اور ان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ تو نے دوسروں کے بچوں کے مستقبل سنوارنے میں مقدور بھر حصہ لینے کی توفیق پائی، خدا تیرے بچوں کے مستقبل کو تابندہ و درخشندہ بنائے، انہیں دن دونی رات چوگنی ترقیات سے نوازے اور انہیں دراز عمریں عطا کرے دوسروں کے لیے فیض رساں وجود بنائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ (غمزدہ ——— مسعود احمد خان۔ فرنیکفرٹ)

برائے فروخت

محلہ دارالعلوم غربی ربوہ میں قطعہ نمبر 19/8 44 مربع فٹ (16 مرلہ) بعوض پاکستانی 80 ہزار روپیہ قابلِ فروخت ہے۔ قطعہ زمین ڈگری کالج کے بالمقابل ہے اور دوسری طرف پختہ سڑک ہے۔

(م- ملک خالد لطیف - 0234-702565)

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

جرمن لٹریچر کا مختصر اردو تعارف

(۱)

EINE ISLAMISCHE REDE AN DEUTSCHLAND

یہ کتابچہ "اسلام اور اس کے جرمنی میں عزائم" کے موضوع پر ہدایت اللہ ھبش کی ایک تقریر پر مشتمل ہے۔ اس میں جرمنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ اگر وہ اپنے ماضی سے سبق حاصل کر کے اپنے مستقبل کو تابناک بنانا چاہتے ہوں تو انہیں خدا تعالیٰ کی راہوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اسلام کی بین الاقوامی ہمہ گیر آفاقی تعلیم پر بحث کرتے ہوئے جرمنی اور جرمن قومیت کے حوالے سے اس کی خوبیوں کا موازنہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی ہمہ گیر تعلیم کس طرح سے بنی نوع انسان کے لیے واحد امید ہے۔

یہ کتابچہ قومیت پرستوں اور خصوصًا جرمن قوم پرستوں اور سیاست دانوں کو پیش کریں۔

(۲)

WARUM ICH AN DEN ISLAM GLAUBE !

یہ کتابچہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی ایک تقریر کا جرمن ترجمہ ہے۔ جو کہ "میں اسلام پر کیوں ایمان لاتا ہوں" کے عنوان سے نشر کی گئی تھی۔ —— جو لوگ اسلام کے بارے میں کوئی علم نہیں رکھتے لیکن جاننا چاہتے ہیں ان کی راہنمائی کے لیے اس کتابچہ میں ہمدردانہ رنگ میں جامع اور مؤثر طور پر اسلام کا تعارف کرایا گیا ہے۔

یہ کتابچہ اسلام کی حقانیت اور اس کے تعارف کے لیے ہر اس فرد کو دیا جا سکتا ہے جو حقیقی اسلام کے بارہ میں زیادہ نہیں جانتا لیکن جاننے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

(۳)

MEINE GLAUBE

یہ کتابچہ اسلام کے متعلق کیے گئے چند سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے، جو سر محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ مرحوم نے دیے اور جو "میرا دین" کے نام سے اردو میں شائع ہوا۔ اس میں مصنف نے مختصرًا اسلام کے بنیادی اصولوں کو پیش کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کی صحیح مفہوم میں وضاحت کی۔ یہ کتابچہ جرمن سمجھنے اور بولنے والے ان مسلمانوں کو دیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خاتم النبیّین کے بارے میں جماعت احمدیہ کا موقف جاننا چاہتے ہوں۔

(۴)

JUDENTUM CHRISTENTUM UND ISLAM

یہ کتابچہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ایک انگریزی پمفلٹ "یہودیت، عیسائیت اور اسلام" کا جرمن ترجمہ ہے۔ یہ کتابچہ مذکورہ بالا تینوں مذاہب کے ایک دوسرے کے بالمقابل ایسے جائزے پر مشتمل ہے جو مذہب کی رو سے اور ان کے اصل مقاصد کی رو سے غیر جانبدارانہ طور پر لیا گیا ہے۔

یہ کتابچہ مذہب اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے یہودی اور عیسائی اسکالرز اور طالب علموں کو پیش کریں۔

(۵)

DIE VORTEILE DES GEBETS

یہ کتابچہ منیر احمد کے انگریزی زبان میں مصنّفہ ایک کتابچے کا جرمن ترجمہ ہے جس کا عنوان ہے "نماز کے فوائد"۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے مخلص متلاشی افراد کے لیے نماز کے اغراض و مقاصد اور اہمیت جاننا بے حد اہم ہے۔ مصنف بہت سی دلیلوں سے واضح کرتا ہے کہ نماز میں کس طرح اپنی توجہ کو مرکوز کیا جا سکتا ہے اور نماز کے ذریعے کس قسم کی کامیابیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

یہ کتابچہ ان کو دیں جو اسلامی عبادات اور نماز کے بارہ میں جاننا چاہتے ہوں اور ان پر نماز کی فلاسفی اور افادیت واضح کرنے کی ضرورت ہو۔

(۶)

JESUS IN KASHMIR

اس کتابچہ میں انجیل کے حوالہ جات کی مدد سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور اس نظریہ کے حق میں دلائل دیے گئے ہیں کہ وہ صلیب کی بے ہوشی کے بعد صحت مند ہوئے اور کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اس مقبرہ کی تصویر بھی شائع کی گئی ہے جو محلہ خانیار سری نگر میں موجود ہے؛ یہ کتابچہ ہر عیسائی، یہودی اور مسلمان کی دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ان مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہر ایسے زیر تبلیغ افراد کو دیا جا سکتا ہے جو جرمن زبان جانتے ہوں۔ یہ کتابچہ تبلیغ کے دوران پیش کی جانے والی اولین کتب میں شامل کریں۔

(۷)

AUF DER SUCHE NACH DER LEBENDIGEN RELIGION

"زندہ مذہب کی تلاش میں" کے عنوان سے شائع ہونے والے اس کتابچہ میں ہدایت اللہ ھبش نے بیان کیا ہے کہ مغرب کی نئی نسل نے کس طرح آج اپنے مذہبی لیڈروں پر اپنا اعتماد کھو دیا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو ہستی باری تعالیٰ کا ہی سرے سے انکار کر دیا جائے یا پھر سچائی کی تلاش کی جائے۔ مصنف ہستی باری تعالیٰ کی حقیقت پر فیصلہ کن دلائل و شواہد پیش کرتے ہوئے اس بات کو بتمام و کمال پایۂ ثبوت تک پہنچا دیتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کا غیر جانبدارانہ تنقیدی اور تحقیقی جائزہ بالآخر ہماری راہنمائی کرتے ہوئے ایک ایسے اسلام کو قبول کرنے کی ضرورت کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے جس کے نقوش حق تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعے واضح فرمائے۔

یہ کتابچہ مذہب سے برگشتہ نئی نسل کے نمائندوں اور دہریوں کو دیا جا سکتا ہے نیز مذہب سے وابستگی رکھنے والوں کے لیے بھی ایک لمحہ فکریہ فراہم کرتا ہے اور یکساں مفید ہے۔

(۸)

SUFITUM IM ISLAM

"اسلام میں صوفی ازم" کے عنوان سے شائع ہونے والے اس کتابچہ میں مشتاق احمد باجوہ نے صوفی ازم کے تاریخی ارتقاء اور اسلام میں اس کے مقام کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔

یہ کتابچہ ہر کس و ناکس کو پیش نہ کیا جائے بلکہ صرف ان دوستوں کی خدمت میں پیش کیا جائے جو تصوّف، اس کے ارتقاء اور اسلام میں صوفیاء کرام کے مقام اور اثرات میں دلچسپی رکھتے ہوں —————— ❖

TV ASIA

Satellite Systems

And Sun Rise, Multi Satellite Systems Available

For

Pakistani–Indian–Bangladashi–Sri Lankan–Turkish–Arabic–Spanish–Mexican–Tvnigeria–Middle East–Egyptian–Russian–Yugoslavian

Including all other European languages.

PROGRAMMES

All satellites in the space now on your TV screen as,
Intelsat–Eutelsat–Spacenet–Superbird–Gorizant–Japanbsa–Panamsat–Telecom–TDF–Arabsat–Yuri Japan

WATCH 2 SATELLITES ON 1 DISH

Two satellites on one satellite dish is also available with fixed and motorised system. Ask for expertise and professional services of specialists on all satellite antennas installers. Satellite system and down link antennas are being installed on commercial multi staged buildings, flats, hotels and on homes. Large selection of LNBs, parabolic reflectors, or flat, solid or perforated reflectors with built in decoders with complete systems are ready in stock. All goods are of the British Standard and specifications.

DECODERS

For TV Asia	For £125.00
Decoders for TV Asia refurbished	For £99.00 only

90 channels Maspro satellite system United Kingdom and European countries also covered for £262.00 only.

EVEN MORE CHEAPER SYSTEMS ARE AT HAND
BUY NOW OR ASK US THROUGH MAIL ORDERS
AT YOUR DESTINATION

For more details and expert advise ask,
S.M. Satellite Services, 15 Bridge End, Camberley, Surrey. GU15 2QX

Tel: (0276) 20916 Fax: (0276) 20916

بچوں کا صفحہ

کام کی باتیں

★۔ نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔
★۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے
★۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔
★۔ نماز مؤمن کا معراج ہے۔
★۔ نماز دنیا میں آئی ہے۔ لیکن دنیا سے نہیں آئی۔

❀۔ اپنے صدقے کو احسان جتا کر اور دوسرے کو ضرر پہنچا کر ضائع نہ کرو۔ (قرآن مجید)
❀۔ تم میں سے اچھے لوگ وہی ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم)
❀۔ جو شخص لوگوں سے کنارہ کشی کرتا ہے تو اس سے ہل اور جو شخص لوگوں سے ملنے کا عادی ہو تو اس سے کنارہ کشی کر۔ (افلاطون)
❀۔ اللہ کی بہترین نعمت ایک مخلص دوست ہے۔ (حکیم اقلیدس)
❀۔ حقیقی اُنس میں کشش لازمی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کے خلوص میں کمی ہے۔ (شیکسپیئر)
❀۔ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھ لینا جہالت ہے ہر آدمی کو اپنے سے بہتر سمجھنا چاہیئے۔ (امام غزالی)

- نماز پڑھو — باقاعدگی کے ساتھ
- جھکو — وقار کے ساتھ
- خرچ کرو — سمجھ کے ساتھ
- بولو — اختصار کے ساتھ
- ملو — خلوص کے ساتھ
- ہنسو — متانت کے ساتھ
- کام کرو — خوش اسلوبی کے ساتھ
- ورزش کرو — باقاعدگی کے ساتھ

---

(۱) جس طرح ایک کمرے کے چھوٹے سے سوراخ سے دن نکلنے کا پتہ چل جاتا ہے اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں سے انسان کے کردار کا پتہ چل جاتا ہے۔
(۲) انسان کا کردار ایک ایسی مالا ہے جس کی گرہ کھل جانے سے تمام موتی بکھر جاتے ہیں۔
(۳) کردار ایک ایسا ہیرا ہے جو ہر پتھر کاٹ سکتا ہے۔
(۴) انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے عظیم بناتا ہے۔
(۵) شہرت بخارات کی مانند ہوتی ہے۔ مقبولیت کو اک حادثہ کہنا چاہیئے دولت کو بہت جلد پر لگ جاتے ہیں۔ بس ایک چیز ہمیشہ رہنے والی ہے اور وہ ہے۔ کردار۔ (ہوریس گریلی)

(صائمہ ارشد)

گذشتہ ماہ کی پہیلیوں کے جواب

◆ موٹر سائیکل ◆ جناح کیپ

پہیلیاں

(۱)
پیلی پتنگ کرتی ہے جنگ
چبھو دیا نشتر کیا جو تنگ
اڑ گئی جھٹ سے دیکھو تو ڈھنگ

(۲)
دُم میں اُس کی زہر چھپا ہے
بیٹھا ہے وہ خود چھپا چھپایا
بخشا کب ہے اس نے کسی کو
زد میں اُس کی جو بھی آیا
(احسان مسعود، فرینکفرٹ)

دونوں پہیلیاں صحیح بوجھنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیے جائیں گے۔
(ادارہ)

DAS

انشورنس

احباب توجہ فرمائیں

اقتصادی ترقی کے اس جدید دور میں نظام انشورنس ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بزنس ہو یا اس معاشرے میں کام کرنے والا ایک فرد۔ انشورنس دونوں سطحوں پر معاشی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ کونسی انشورنس پالیسی آپ کو کیا تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں میری پیشہ وارانہ رائے آپ کو ایک بہتر فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیگی۔ میں D.A.S. انشورنس کمپنی کا ایک تربیت یافتہ مستقل نمائندہ ہوں۔ میری پیشہ وارانہ خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔ ہر طرح کی انشورنس کیلئے رابطہ کریں۔

SHAHID ABBASI
EMDENER STR 25,
6230 F. F. M. 8.
TEL.: 069 387673

Wir wollen, daß Sie ganz sicher sind

ترقی کی طرف ایک اور قدم

باوقار لوگ ہمیشہ بھٹی انٹرپرائزز کو ہی ترجیح دیتے ہیں

آخر کیوں ؟

اس لئے کہ ہم ہمیشہ ہمہ وقت اور ہمہ تن آپ کو بہترین کوالٹی پیش کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں

اب آپکو ہمارے ہاں سے گروسری اور تازہ سبزیوں کے علاوہ پکے پکائے تازہ کھانے ، چاٹ اور چٹنیاں بھی دستیاب ہیں۔ انشاءاللہ آپ کھاکر لطف اندوز ہوں گے ۔

نیز ہمارے ہاں ہر طرح کی دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بھی بارعایت نرخوں پر مکمل انتظام ہے

علاوہ ازیں ہر قسم کے ڈائجسٹ اور اُردو رسالے آرڈر دے کر گھر بیٹھے منگوائیں

ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ہمارا نصب العین

پاکیزہ ماحول | کم منافع | اونچا معیار

Bhatti Enterprises

Heiligkreuz Gasse 16 · 6000 Frankfurt 1
Tel. (0 69) 28 14 44 · Fax (0 69) 28 39 62

Auserlesener indischer Goldschmuck
(22 Karat)
für Hochzeiten und andere Anlässe

خاص ہندوستانی سونے کے زیورات

شادی بیاہ و تحفوں کیلئے (۲۲ قراط)

India Jewellery Corner

Weserstr. 11, 6000 Frankfurt am Main 1
Telefon: (0 69) 25 15 81 & 25 32 01

فرینکفرٹ میں پاکستان کی سب سے قدیم اور قابل اعتماد

ٹریول ایجنسی

May Fair Reisen

ہمارا نصب العین ، آپ کی خدمت

Iqbal D. Khan

Münchner Str. 11 · 6000 Frankfurt 1
Tel. (0 69) 23 22 41 · Fax (0 69) 23 70 60

اس چمن میں پھر بہارِ جاوداں پیدا کریں

اپنے قول و فعل سے ایسا سماں پیدا کریں
اس چمن میں پھر بہارِ جاوداں پیدا کریں

جس کی خوشبو سے مشامِ جاں کو فرحت ہو نصیب
خوبیٔ کردار کا وہ گلستاں پیدا کریں

راحت و آرام سے معمور ہو جس کی فضا
وہ زمیں پیدا کریں۔ وہ آسماں پیدا کریں

جس پہ حاصل ہو ہمیں انسانیت کا ارتقاء
اس بلندی پر مقامِ آشیاں پیدا کریں

وقت پر اک بار ہے یہ محفلِ چنگ و رباب
قوم میں پھر جذبۂ تیر و سناں پیدا کریں

جس طرح بھی ہو وطن سے یہ جہالت دُور ہو
غیرتِ دیں کا وہ جذبِ کامراں پیدا کریں

بُخل و بُغض و کبر کو اپنے قریب آنے نہ دیں
آؤ، موقع ہے حیاتِ جاوداں پیدا کریں

ظُلم و استبداد و لاقانونیت سے ہم بچیں
اور سینوں میں قلوبِ مہرباں پیدا کریں

نیم جاں پھرتے ہیں آخر یہ ضرورت مند کیوں؟
آؤ اِن مُردوں میں اِک رُوحِ رواں پیدا کریں

کوئی بھی لَوٹے نہ تشنہ کام بے نیلِ مرام
فیض کا اپنے وہ دریائے رواں پیدا کریں

شوق سے احباب پر اکرام کی بارش کریں
پر غریبوں میں بھی اپنے قدرداں پیدا کریں

یُوں تو محفل میں ہزاروں دوست ہیں احسنؔ مگر
ہے تمنا کوئی اپنا رازداں پیدا کریں

سید احسن اسمٰعیل صدیقی

شکریہ احباب

برادرم مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی کی وفات پر بہت سے احباب نے جرمنی اور بیرون از جرمنی سے تعزیتی خطوط لکھے ہیں۔ خاکسار تمام تعزیتی خطوط کے جواب ارسال کر رہا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ بھی اس سانحہ پر ہمدردی کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(محمد شریف خالد)

۱۔ خاکسار کے بھائی مکرم مسعود احمد جہلمی واقفِ زندگی نے بوقتِ وفات اپنے بیٹے عزیزم سلمان احمد کو تمام احباب جماعت جرمنی کے نام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا تھا اور یہ بھی کہا کہ میرے جرمنی میں قیام کے دوران اگر کسی احمدی بہن یا بھائی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو مجھے معاف فرما کر ممنون فرمائیں۔

۲۔ محترم بھائی جان کی بوقت وفات اگر کسی دوست نے اُن سے کوئی رقم وغیرہ لینی ہو تو خاکسار سے رابطہ قائم کر کے اپنی رقم واپس لے سکتے ہیں۔ (داؤد احمد جہلمی ۔ کینیڈا)

احمدیہ بزنس ایسوسی ایشن

جرمن احمدیہ بزنس ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ مکرم عبدالشکور صاحب بھٹی کو اس ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کیا گیا ہے۔ ایسے احمدی بزنس مین جو ابھی تک اس ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں بنے وہ مکرم بھٹی صاحب سے اس فون پر رابطہ کریں:- 069-28 14 44

دعائے مغفرت

مکرم مبارک احمد صاحب ساہی کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے والد محترم چوہدری ذکاءاللہ صاحب آف فیصل آباد مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۲ء بروز جمعہ وفات پا گئے۔ بوجہ موصی ہونے کے آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ مرحوم کی نماز جنازہ مکرم مبارک مصلح الدین صاحب نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔ مرحوم کے پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک صاحبزادی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ——— ایڈیٹر۔

خاکسار کے والد محترم راجہ عبدالقدیر صاحب مورخہ ۵ ستمبر کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۶ء میں ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے والد حضرت نبی بخش کی درخواست پر آپ کا نام عبدالقدیر رکھا۔ خاکسار کے دادا حضرت نبی بخش صاحب مرحوم نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی توفیق پائی اور صحابہ ۳۱۳ میں شمولیت کی سعادت پائی۔ خاکسار کے والد موصی تھے چنانچہ آپ کی تدفین مورخہ ۶ ستمبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

تمام احباب سے والد صاحب مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے کی درخواست ہے۔ ——— (راجہ عبدالجبار ——— فرینکفرٹ)

درخواستِ دُعا

مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب ابن مکرم چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم اوورسیئر کو گذشتہ ماہ شوگر کا شدید حملہ ہوا تھا اور آپ کو فوری طور پر SACH - SENHAUSEN ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ جہاں آپ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زیرِ علاج رہے۔ دوستوں کی دعاؤں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں آپ تشویش ناک صورتِ حال سے سنبھل گئے اور اب عام وارڈ میں زیرِ علاج ہیں۔ بیماری کے اثرات ابھی باقی ہیں اور فی الحال آپ ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں گے۔

محترم چوہدری صاحب اُن تمام احباب کے مشکور ہیں جنہوں نے اُنکی شفایابی کیلئے دعائیں کیں اور بکثرت تیمارداری کی غرض سے ہسپتال بھی تشریف لاتے رہے۔ وہ اپنی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دُعائیں جاری رکھنے کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

آمین

- خاکسار کی بیٹی عزیزہ دُرِّ شہوار طاہر نے چھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ (عزیز احمد طاہر)
- خاکسار کے بیٹے عزیزم نعمان احمد نوید نے آٹھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ (عبد الحمید عزیز)

میرے بڑے بیٹے عزیزم جواد احمد ملک ابن مکرم منیر احمد صاحب ملک نے ماہ اگست میں چھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکمل کرلیا ہے۔ الحمدللہ۔ قارئین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب بچوں کو قرآن کریم بار بار پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امۃ الکریم ملک
بی۔ گلڈباخ

امورِ عامہ کے اعلانات

۱- مسماۃ بشرہ شوکت بٹ صاحبہ بنت مکرم شوکت محمود بٹ آف سعدی پارک مزنگ لاہور کو نظام جماعت سے اخراج کی سزا دی گئی ہے

۲- سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز نے از راہ شفقت مکرم گلزار احمد صاحب ابن مکرم اقبال احمد صاحب جالندھری کی سزا اخراج از نظامِ جماعت معاف فرما دی ہے۔

۳- مکرم فاروق احمد بٹ صاحب ولد مکرم ملک محمد یوسف صاحب (آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ) حال مقیم 7803 GUNDELFINGEN سٹوٹ گارٹ ریجن کو خلافِ شریعت حرکات میں ملوث ہونے کی وجہ سے نظامِ جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔

محمد داؤد
نیشنل سیکرٹری امور عامہ جرمنی

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو میرے بیٹے عزیزم ضیاء الحسن شاکر کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضورِ اقدس نے ازراہِ شفقت بچی کا نام تہمینہ تجویز فرمایا ہے۔ بچی کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر اور خادمۂ دین ہونے کیلئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

(ذوالفقار احمد قمر —— ہائیڈل برگ)

مکرم وحید احمد صاحب آف لوئے ہوف کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بچی سے نوازا ہے جس کا نام فرح احمد تجویز کیا گیا ہے۔ بچی مکرم رشید احمد صاحب کارکن دفتر امورِ عامہ ربوہ کی پوتی اور محترم نور حسین صاحب مرحوم ربوہ کی پڑپوتی ہے

(ملک ریاض احمد —— EICH)

خاکسار کو یکم جولائی ۱۹۹۲ء کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام ذیشان احمد باجوہ تجویز ہوا ہے عزیزم چوہدری احمد جان صاحب باجوہ کا پوتا اور چوہدری بشارت احمد صاحب باجوہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے عزیزم کے نیک و صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

نعیم احمد باجوہ —— STOCKSTADT

خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مؤرخہ ۲۴ جولائی ۹۲ء کو تین بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ از راہِ شفقت حضور نے بچے کا نام سرمد احمد طاہر رکھا ہے۔ نومولود چوہدری علی احمد مرحوم کوٹ احمدیاں کا پوتا اور چوہدری برکات احمد صاحب آف کراچی کا نواسہ ہے۔

(منور احمد طاہر فرنکن تھال)

دُعائے مغفرت

میرے والد مکرم سیّد احمد زمان عباسی ابن مکرم حکیم سیّد محمد زمان عباسی آف اورنگ آباد ضلع اٹک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مؤرخہ ۱۱ جولائی ۹۲ء بروز ہفتہ صبح ۹½ بجے فرنکفرٹ میں بعمر ۷۶ سال حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ سلسلہ نے احاطہ میں پڑھائی۔ بعد ازاں آپ کا جنازہ آپ کی خواہش اور وصیّت کے مطابق بذریعہ طیّارہ ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے مسجد المہدی میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین قطعہ شہداء میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دُعا کروائی۔

والد صاحب مرحوم احمدیت سے دیوانگی کی حد تک عشق کرتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے خاندان سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ مرحوم ربوہ کی ایک ہر دل عزیز شخصیت تھے اور آپ کا دائرۂ تعلق بہت وسیع تھا۔

اِن کی وفات پر کثرت سے احباب نے گھر پر آکر تعزیّت کی اور بکثرت ہمدردانہ خطوط موصول ہوئے۔ مَیں ان سب احباب کا مشکور ہوں اور مرحوم کے بلندیٔ درجات کی درخواست کرتا ہوں۔

(محمود الزّمان عباسی فرنکفرٹ)

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا منظوم کلام

جو جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۲ء کے اختتامی اجلاس میں مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے پڑھکر سُنایا

نہ وہ تم بدلے نہ ہم۔ طَور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے۔ پر قُرب تو سارے ہیں وہی

آکے دیکھو تو سہی بزمِ جہاں میں۔ کل تک
جو تمہارے ہُوا کرتے تھے، تمہارے ہیں وہی

جُھٹپٹوں میں اُنہی یادوں سے وہی کھیلیں گے کھیل
وہی گلیاں ہیں، وہی صحن، چوبارے ہیں وہی

وہی جلسے، وہی رونق، وہی بزم آرائی
ایک تم ہی نہیں، مہمان تو سارے ہیں وہی

شامِ غم، دل پہ شفق رنگ، دُکھی زخموں کے
تم نے جو پھُول کھلائے مجھے پیارے ہیں وہی

صحنِ گُلشن میں وہی پھُول کِھلا کرتے ہیں
چاندراتیں ہیں وہی، چاند ستارے ہیں وہی

وہی جھرنوں کے مَدھر گیت ہیں، مدہوش شجَر
نیلگوں رُوْد کے گُل پوش کِنارے ہیں وہی

مَے برستی ہے بُلا بھیجو کہاں ہے ساقی
بھری برسات میں موسم کے اشارے ہیں وہی

بے بسی ہائے تماشہ کہ تری مَوت سے سَب
رنجشیں مِٹ گئیں، پر رنج کے مارے ہیں وہی

تم وہی ہو تو کرو کچھ تو مداوا غم کا
جن کے تم چارا تھے وہ دَرد تو سارے ہیں وہی

میرے آنگن سے قضا لے گئی چُن چُن کے جو پھُول
جو خُدا کو ہوئے پیارے، مِرے پیارے ہیں وہی

تم نے جاتے ہوئے پلکوں پہ سجا رکھے تھے
جو گُہر۔ اب بھی مِری آنکھوں کے تارے ہیں وہی

منتظر کوئی نہیں ہے لبِ ساحل ورنہ
وہی طُوفاں ہیں، وہی ناؤ، کنارے ہیں وہی

یہ ترے کام ہیں مَولا، مجھے دے صبر و ثبات
ہے وہی راہ کٹھن، بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

دُعا ہی سے خدا سے تعلّق پیدا ہوتا ہے

"ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے۔ رُوحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اس لیے ہم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دعا اصل ہے، دعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے ہیں، اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

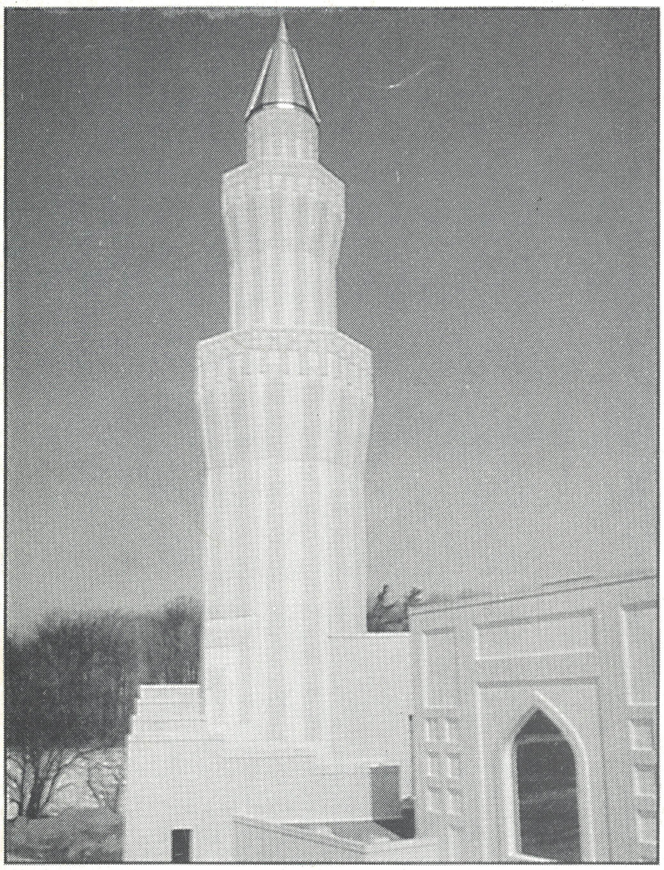

مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو کینیڈا

Herausgeber (Publisher): Abdullah Wagishauser, · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (0 69) 68 14 85 / 68 10 62 · Fax (0 69) 68 65 04 · Telex 41 6187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.